قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفَضل

لندن

مدیر: ابوسعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 13/ جنوری 2023ء | 20/ جمادی الثانی 1444 ہجری قمری | 13/ صلح 1402 ہجری شمسی | جلد: 5 | شمارہ: 11

ارشاد باری تعالیٰ

کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ

(المجادلہ: 22)

ترجمہ: اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور مَیں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔

فرمانِ رسولؐ

حضرت عبد اللہ بن مغفلؓ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی تخلیق سے قیامت تک دجال کے فتنے سے عظیم فتنہ روئے زمین پر نہیں اتارا۔۔۔۔وہ تم میں جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا رہے گا، پھر عیسیٰ بن مریم آنحضور ﷺ کی ملت میں ہونے کی حالت میں آپ ﷺ کی تصدیق کرتے ہوئے بطور امام مہدی اور حکم وعدل کی حیثیت سے نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد »کتاب الفتن أعاذنا اللہ منہا باب ما جاء فی الدجال)

فرمان خلیفۂ وقت

آجکل ہم مادی دنیا میں دیکھتے ہیں کہ دنیاوی ترقی کی وجہ سے لوگ دین سے دُور ہٹ رہے ہیں لیکن دنیا میں ایسا طبقہ بھی ہے جو دین کی طرف رغبت رکھتا ہے اور صحیح راستوں کی تلاش میں ہے اور اللہ تعالیٰ بھی ان کے دلوں کو جانتا ہے۔ اس لئے زمانے کے امام کو قبول کرنے کے لئے دل بھی کھولتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب بھیجا تو آخر اسی لئے بھیجا تھا کہ دنیا انہیں قبول بھی کرے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے قبول کر رہی ہے۔

آئیوری کوسٹ کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک گاؤں میں ایک لوکل مبلغ کے ساتھ تبلیغ کے لئے گیا تو لوگوں کو مسیح موعود اور امام مہدی کی آمد کے بارے میں بتایا۔ کچھ عرصہ بعد دوبارہ وہاں گئے تو اس گاؤں کے امام سمیت پندرہ افراد نے احمدیت قبول کر لی۔ ان کو بتایا گیا کہ اس ماہ خدام الاحمدیہ کا نیشنل اجتماع آبی جان میں ہو رہا ہے اس پر گاؤں والوں نے کہا کہ ایک شخص کو آبی جان (Abidjan) بھجوایا جائے تا کہ وہ جماعت کو قریب سے دیکھے کہ یہ لوگ کیسے ہیں۔ چنانچہ اس گاؤں سے ایک شخص اجتماع میں شامل ہوا اور آبی جان میں جو کچھ دیکھا تھا وہ واپس آ کر لوگوں کو بتایا کہ کس طرح یہ لوگ رہتے ہیں اور کس طرح محبت اور پیار اور بھائی چارے کا ماحول تھا۔ اس کا بڑا اچھا اثر ہوا۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد جب یہ لوگ دوبارہ تبلیغ کے لئے وہاں گئے تو رات نماز عشاء کے بعد اور پھر صبح فجر کے بعد مسیح موعود کی آمد کے بارے میں سوال جواب ہوتے رہے اور کافی لمبا عرصہ یہ سوال جواب چلتے رہے۔ اس پر کہتے ہیں کہ مزید 26 افراد نے احمدیت قبول کرنے کی توفیق پائی۔ اس طرح وہاں 41 افراد کی جماعت بھی قائم ہوگئی۔

مخالفین کس طرح زور لگا رہے ہیں کہ احمدیت کو ختم کریں اور اللہ تعالیٰ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے وعدے کے مطابق آپ کے مُحبّوں کا گروہ بڑھا رہا ہے، اس کا ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔ بینن کے مبلغ انصر صاحب لکھتے ہیں کہ جنوری 2016ء میں ایک گاؤں میں نئی جماعت قائم ہوئی اور 87 افراد کو بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ کہتے ہیں کہ وہاں کے امام کو ٹریننگ دی گئی اور باقاعدہ نماز جمعہ کی ادائیگی شروع کر دی گئی۔مولویوں کو جب پتا لگا تو انہوں نے بڑا زور لگایا کہ یہ لوگ احمدیت کو چھوڑ دیں مگر اس جماعت کے تمام نومبائعین مضبوطی کے ساتھ بقیہ صفحہ 12 پر

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

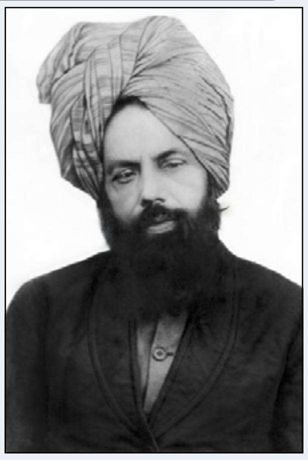

خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔۔۔

وہ لوگ جو تیری ذلّت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپَے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے۔۔۔

میں تیرے خالص اور دلی مُحبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے۔ خدا انہیں نہیں بھولے گا اور فراموش نہیں کرے گا اور وہ علی حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 648)

میں تیرے ساتھ اور تیرے تمام پیاروں کے ساتھ ہوں۔

(بدر جلد 6 نمبر 51 مؤرخہ 19/ دسمبر 1907ء صفحہ 4)

یَنۡصُرُكَ رِجَالٌ نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡھِمۡ مِنَ السَّمَآءِ۔ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 77)

مَیں تجھے عزت دوں گا اور بڑھاؤں گا۔

(آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 366)

یَنۡصُرُكَ اللّٰہُ مِنۡ عِنۡدِہٖ خدا اپنی طرف سے تیری مدد کرے گا۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 77)

مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔

(الحکم جلد 2 نمبر 5-6 مؤرخہ 27/ مارچ 2/ اپریل 1898ء صفحہ 13)

کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ خدا تعالیٰ نے یہ لکھ چھوڑا ہے کہ مَیں اور میرا رسول غالب آئیں گے۔

(اربعین نمبر 2، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 355)

اس شمارہ میں

- میری منزل (منظوم)
- ربط ہے جانِ محمد سے مری جاں کو مدام
- بنیادی مسائل کے جوابات
- مکرم معلم محمد مولیدی مرحوم کا ذکر خیر
- سیمینار وقف جدید، لائبیریا
- ”سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے“

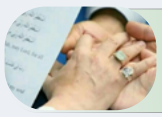

دربارِ خلافت

تبلیغ اور تربیت کے کام میں کیسے حکمت عملی اپنائی جائے؟

مؤرخہ 6/ نومبر 2022ء کو بیلجیئم کی نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ورچوئل ملاقات کا شرف نصیب ہوا۔ سیکرٹری تبلیغ کو مخاطب ہو کر حضور نے فرمایا:

’’عام طور پر تو پڑھے لکھے لوگ مذہب سے لاتعلق ہوتے ہیں۔ وہ مذہب میں دلچسپی نہیں لیتے گو کہ وہ آپ سے بہت سی چیزوں پر تبادلہ خیال تو کرتے ہیں اور آپ کو بھی لگتا ہے کہ انہیں مذہب سے بہت دلچسپی ہے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا۔ پس آپ کو رابطے قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے نیز عام عوام کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ عربوں میں سے اور لوکل بیلجیز میں سے لوگوں کو تلاش کریں۔ اسی طرح ایشینز میں سے جو یہاں ہجرت کر کے آئے ہیں مختلف اقوام پر توجہ دینے کی کوشش کریں، مختلف گروپس کے لئے اپنی ٹیمیں بنائیں۔ عربوں کے لئے ایک ٹیم ہو، ایشینز کے لئے علیحدہ ٹیم ہو اور لوکل لوگوں کے لئے علیحدہ ٹیم ہو۔ اس طرح آپ اپنا ٹارگٹ حاصل کر سکتی ہیں یا کم از کم آپ پیغام کو پھیلا سکتی ہیں۔‘‘

ایک عاملہ ممبر نے بیان کیا کہ میرا نام انعم ارسلان ہے اور مجھے بطور سیکرٹری تربیت خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: آپ کے تربیت کے کیا پلان ہیں؟

سیکرٹری تربیت: نمازوں میں 100 فیصد ادائیگی کے حوالہ سے ہم ہر دو ماہ بعد عشرہ تربیت منا رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: ’’بچوں کو نمازیں پڑھانے کا بھی پروگرام بنائیں۔ یہ بھی ماؤں کی ذمہ داری ہے کہ بچوں کی نمازوں کی بھی نگرانی کریں چاہے وہ لڑکے ہیں یا لڑکیاں۔ یہ بھی پروگرام میں شامل کریں اور بچوں سے دینی باتیں بھی کیا کریں تا کہ ان کو دین کا بھی پتہ لگے۔ ماؤں کو کہیں کہ بچوں کے ساتھ گھروں میں (دینی) باتیں کیا کریں۔ باپ اگر نہیں کرتے تو کم از کم مائیں تو کریں شاید اس بہانے باپوں کو بھی شرم آجائے۔‘‘

سیکرٹری تربیت: جی ان شاءاللہ...ہمارے اس سال کے ٹارگٹ میں پردہ اور شادی بیاہ کے موقعہ پر جو بد رسومات ہیں اس کے حوالے سے ٹاسک شامل کیے گئے ہیں اور ہماری اس سال کی جو شوریٰ کی تجویز تھی اس میں ماؤں کو تربیت اولاد کے حوالہ سے جو مسائل پیش آرہے ہیں اس کے لئے آگاہ کرنا تھا۔ اس کے لئے ہم لائحہ عمل تیار کر رہے ہیں تو اس کے بارے میں بھی حضور ایدہ اللہ سے رہنمائی فرمانے کی درخواست ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: ’’ٹھیک ہے وہ بنائیں۔ ایک لسٹ بنا لیں کہ کس قسم کے مسائل ہیں۔ تقریباً سارے مسائل بیان کیے جا چکے ہیں۔ مختلف حوالوں، خطبوں، تقریروں اور اقتباسات سے اس کا جواب لیں، ماؤں کو پتا ہونا چاہیے کہ کس طرح انہوں نے جواب دینے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ ماؤں اور بچوں کی، باپوں اور بچوں کی آپس میں دوستی ہونی چاہیے تا کہ ایک دوسرے سے اپنے مسائل شیئر کریں۔ جب تک یہ شیئر کرنے کی عادت نہیں آئے گی اور interaction نہیں ہو گا تب تک مشکلات ہوں گی۔ پہلے بچوں سے پوچھیں کہ کیا کیا مسائل ہیں؟ پھر ان کے جواب تیار کریں۔ ماؤں سے بعد میں پوچھیں پہلے لڑکیوں سے، ناصرات سے، لڑکوں سے، 15سال سے کم عمر کے لڑکوں سے پوچھیں پھر خدام الاحمدیہ کے ساتھ تعاون کر کے 15 سال کے اوپر کے لڑکوں سے پوچھیں۔‘‘

(روزنامہ الفضل آن لائن 8/ دسمبر 2022ء)

میری منزل

مری منزل مرا اللہ
مری منزل مرا مولا

میں اس منزل کی خاطر تو
سبھی کچھ ہار سکتا ہوں

میں خود کو مار سکتا ہوں
مری منزل نبی میرا

مری منزل مرا آقا
میں اس کے دین کی خاطر

سبھی رشتے بھلا دوں گا
اسے اپنی وفا دوں گا

مری منزل مرا مہدی
مری منزل مرا ہادی

میں بیعت میں جو آ جاؤں
میں تن من دھن لٹاتا ہوں

اسے اپنا بناتا ہوں
مری منزل مرے بابا

وہی جیون وہی دنیا
میں ان کے چین کی خاطر

ہر اک سکھ چھوڑ سکتا ہوں
میں خود کو توڑ سکتا ہوں

مری منزل مری ماں ہے
تپش میں وہ گھنی چھاں ہے

اطہر حفیظ فراز

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

ربط ہے جانِ محمد سے مری جاں کو مدام

محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں

قسط 47

محبت، نرمی، رفق، لطافت، بردباری، آسانی، سہولت، نفع پہنچانا، ملائمت، درگزر کرنا، معاف کرنا، بخش دینا، بھلائی سوچنا اور احسان کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اللہ تعالیٰ بھی ایسے نرم خو سے بخشش کا سلوک فرماتا ہے۔ بے جا غصہ، درشتی، نفرت اور سختی کرنا ناپسندیدہ امور ہیں۔

رب العالمین جو رحیم ہے رؤف ہے رفیق اور حلیم ہے۔ بندوں سے بلا تفریق نرم سلوک کرتا ہے۔ ایسی ہی صفات سے سب انبیاء اور سب سے بڑھ کر حضرت نبی کریم ﷺ کو متصف فرمایا۔ آپ ﷺ سب بڑوں، چھوٹوں، امیروں، غریبوں، اجنبی، آشنا سے ہمدردی اور پیار سے بات کرتے۔ آپ ﷺ کے فرائضِ منصبی میں پیغام توحید عام کرنا تھا۔ آپ ﷺ کے شیریں لہجے کی کشش سے لوگ آپ ﷺ کی طرف مائل ہوتے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

پس اللہ کی خاص رحمت کی وجہ سے تُو ان کے لئے نرم ہوگیا۔ اور اگر تُو تندخو (اور) سخت دل ہوتا تو وہ ضرور تیرے گرد سے دُور بھاگ جاتے۔ پس ان سے درگزر کر اور ان کے لئے بخشش کی دعا کر اور (ہر) اہم معاملہ میں ان سے مشورہ کر۔ پس جب تُو (کوئی) فیصلہ کر لے تو پھر اللہ ہی پر توکل کر۔ یقیناً اللہ توکل کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

(اٰل عمران:160)

نیز آپ ﷺ کو حسنِ سلوک کے وہ گُر بتائے جس سے دشمن بھی دوست ہو جائیں:

نہ اچھائی برائی کے برابر ہوسکتی ہے اور نہ برائی اچھائی کے (برابر)۔ ایسی چیز سے دفاع کر کہ جو بہترین ہو۔ تب ایسا شخص جس کے اور تیرے درمیان دشمنی تھی وہ گویا اچانک ایک جاں نثار دوست بن جائے گا۔

(حٰم سجدہ:35)

مکہ کے بدو پیکرِ محسوس کو اپنا خالق و مالک سمجھنے کے خوگر تھے اُن کو اَن دیکھے خدائے واحد پر ایمان لانے کا درس دینا آسان کام نہ تھا کسی گزرگاہ میں، کسی بازار میں، کسی دوستوں کی محفل میں، کہیں کچھ لوگ اکٹھے دیکھ کر۔ آپ ﷺ نرمی سے بات کا آغاز فرماتے: کیا آپ لوگ میری کچھ باتیں سن سکتے ہیں؟ میں آپ کی بھلائی کی بات بتاؤں گا پھر اسلام کی دعوت دیتے اور قرآن شریف کی آیات سُناتے۔ نیک فطرت لوگ آپ ﷺ کی بات سنتے اور مانتے۔ مگر مخالفین کا لاوا اُبل پڑتا لوگ زبان ہی سے نہیں ہاتھوں سے بھی جواب دیتے۔ آپ ﷺ نے نہ کبھی پلٹ کر وار کیا نہ غصہ دکھایا نہ انتقام لیا۔ حتیٰ کہ طائف کی شدید ترین اذیتوں کے بعد لہولہان ہو کر بھی پہاڑوں کے فرشتے سے فرماتے ہیں: ’’نہیں نہیں پہاڑ ٹکرا کر مت پیسنا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسلوں سے ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو صرف ایک اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔‘‘

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

ہر انسان سے محبت پیار اور احترام کے سلوک اور عاجزانہ راہوں نے آپ ﷺ کو ہر دلعزیز بنا دیا تھا۔ آپ ﷺ نے کبھی اپنے خدمت گاروں کو بھی سخت الفاظ نہیں کہے۔ ایک دفعہ جب آپ ﷺ کے رعب سے ایک شخص پر کپکپی طاری ہوگئی تو فرمایا۔ ’’گھبراؤ نہیں، میں کوئی جابر بادشاہ نہیں۔ میں تو ایک عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی۔‘‘

(سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمۃ باب القدید حدیث نمبر 3312)

آپ ﷺ کے گرد پروانے جاں نثار ہونے کو تیار رہتے۔ ایسا بھی نظارہ دیکھا گیا کہ آپ ﷺ کی طرف آنے والے تیروں کو ہاتھ پر اس طرح روکا کہ ہاتھ نہ رہا۔ وضو کے پانی کا قطرہ زمین پر گرنے سے پہلے عشاق ہاتھوں پہ لیتے اور بدن پر ملتے۔

عام دنیا میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ نرم طبیعت والوں کے گرد چاہنے والوں کا ہجوم رہتا ہے جبکہ درشت رویے والوں سے لوگ دور بھاگتے ہیں۔ آپ ﷺ نے والدین، بیوی بچوں، قریبی عزیزوں، رشتہ داروں، غیر رشتہ داروں غرضیکہ سارے انسانوں سے نرمی اور رفق اپنانے کا درس دیا۔ ان تعلیمات پر عمل گھروں معاشرے اور ساری دنیا میں منفی رویوں کو دور کر کے امن اور سکون لا سکتا ہے۔ چند احادیث پیش ہیں:

1۔ اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے۔ نرمی کو پسند کرتا ہے۔ نرمی کا جتنا اجر دیتا ہے اُتنا سخت گیری کا نہیں دیتا بلکہ کسی اور نیکی کا بھی اتنا اجر نہیں دیتا۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب باب فضل الرفق حدیث نمبر 6601)

2۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو میرے جلال اور میری عظمت کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ آج جبکہ میرے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں۔ میں اُنہیں اپنے سایہ رحمت میں جگہ دوں۔

(صحیح مسلم کتاب البر و الصلۃ والآداب حدیث نمبر 6548)

3۔ ایک دوسرے سے بُغض نہ رکھو۔ حسد نہ کرو۔ بے رُخی اور بےتعلقی اختیار نہ کرو۔ باہمی تعلقات نہ توڑو بلکہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ ناراض رہے اور اُس سے قطع تعلق رکھے۔

(صحیح البخاری کتاب الادب باب الھجرۃ حدیث نمبر 6076)

4۔ کیا میں تم کو بتاؤں کہ آگ کس کس پر حرام ہے؟ وہ حرام ہے ہر اُس شخص پر جو لوگوں کے قریب رہتا ہے۔

(سنن الترمذی کتاب القیامۃ والرقائق حدیث نمبر 2488)

5۔ جو شخص رزق کی فراخی چاہتا ہے یا خواہش رکھتا ہے کہ اُس کی عمر اور ذِکرِ خیر زیادہ ہو، اُسے صلہ رحمی کا خُلق اختیار کرنا چاہیئے۔

(صحیح مسلم کتاب البر و الصلۃ و الآداب حدیث نمبر 6523)

6۔ اُس شخص کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں جو چھوٹے پر رحم نہیں کرتا، بڑوں کا شرف نہیں پہچانتا۔ یعنی اُس کی عزت نہیں کرتا۔

(سنن الترمذی کتاب البر و الصلۃ باب ما جاء فی رحمۃ الصبیان حدیث نمبر 1920)

7۔ تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی عیال ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوقات میں سے وہ شخص پسند ہے جو اُس کے عیال کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔ اور اُن کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔

(الجامع لشعب الایمان للبیہقی جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 523 حدیث نمبر 7048 مکتبۃ الرشد 2004ء)

8۔ رحم کرنے والوں پر رحمان خدا رحم کرے گا۔ اہل زمین پر رحم کرو تو آسمان پر اللہ تم پر رحم کرے گا۔

(سنن الترمذی کتاب البر و الصلۃ باب ما جاء فی رحمۃ المسلمین حدیث نمبر 1924)

9۔ تین باتیں جس میں ہوں اللہ تعالیٰ اُسے اپنی حفاظت اور رحمت میں رکھے گا اور اُسے جنت میں داخل کرے گا۔ پہلی یہ کہ وہ کمزوروں پر رحم کرے۔ دوسری یہ کہ وہ ماں باپ سے محبت کرے۔ تیسری یہ کہ خادموں اور نوکروں سے اچھا سلوک کرے۔

(سنن الترمذی کتاب القیامۃ و الرقائق باب 48/113 حدیث نمبر 2494)

10۔ کسی چیز میں جتنا بھی رِفق اور نرمی ہو اُتنا ہی یہ اُس کے لئے زینت کا موجب بن جاتا ہے۔ اُس میں خوبصورتی پیدا ہوتی ہے اور جس سے رفق اور نرمی چھین لی جائے وہ اتنی ہی بدنما ہو جاتی ہے۔ سختی جو ہے وہ (عمل کو بھی) بدنما کر دیتی ہے۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب باب فضل الرفق حدیث نمبر 6602)

11۔ جسے نرمی سے محروم کیا جاتا ہے وہ خیر سے محروم کیا جاتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب البروالصلۃ والآداب، باب فَضلِ الرِفق، حدیث:4680)

12۔ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

(بخاری کتاب الایمان۔ باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ)

اب ایک واقعہ دیکھئے! عجیب سا سوال تھا پر ناراضگی کا اظہار نہیں کیا تحمل سے جواب عطا فرمایا، دعا دی، نصیحت بھی محبت سے کی جس کا فوری اثر ہوا اور سوال کرنے والے کی کایا پلٹ گئی:

ایک دفعہ ایک نوجوان نے عجیب سوال کر ڈالا کہ یارسول اللہ ﷺ! مجھے زنا کی اجازت دیجئے۔ لوگوں نے اسے ملامت کی کہ کیسی نامناسب بات کر دی اور اسے سوال کرنے سے روکنے لگے۔ نبی کریم ﷺ سمجھ گئے کہ اس نوجوان نے گناہ کا ارتکاب کرنے کی بجائے جو اجازت مانگی ہے تو اس میں سعادت کا کوئی شائبہ ضرور باقی ہے۔ آپ ﷺ نے کمال شفقت سے اسے اپنے پاس بلایا اور فرمایا پہلے یہ بتاؤ کہ کیا تمہیں اپنی ماں کے لئے زنا پسند ہے؟ اس نے کہا نہیں خدا کی قسم! ہرگز نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسی طرح باقی لوگ بھی اپنی ماؤں کے لئے زنا پسند نہیں کرتے۔ آپ ﷺ نے دوسرا سوال یہ فرمایا کہ کیا تم اپنی بیٹی کے لئے بدکاری پسند کرو گے؟ اس نے کہا خدا کی قسم! ہرگز نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا لوگ بھی اپنی بیٹیوں کے لئے یہ پسند نہیں کرتے۔ پھر آپ نے فرمایا کیا تم اپنی بہن سے بدکاری پسند کرتے ہو؟ اس نے پھر اسی شدت سے نفی میں جواب دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا لوگ بھی اپنی بہنوں کے لئے یہ پسند نہیں کرتے۔ پھر آپ ﷺ نے بدکاری کی شناعت خوب کھولنے کیلئے فرمایا کہ تم پھوپھی اور خالہ سے زنا پسند کرو گے؟ اس نے کہا خدا کی قسم ہرگز نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا لوگ بھی اپنی پھوپھیوں اور خالاؤں کے لئے بدکاری پسند نہیں کرتے۔ مقصود یہ تھا کہ جو بات تمہیں اپنے عزیز ترین رشتوں میں گوارا نہیں۔ وہ دوسرے لوگ کیسے گوارا کریں گے اور کوئی اس کی اجازت کیسے دے سکتا ہے؟ پھر نبی کریم ﷺ نے اس نوجوان پر دستِ شفقت رکھ کر دعا کی اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَہٗ وَطَھِّرْ قَلْبَہٗ وَحَصِّنْ فَرْجَہٗ اے اللہ! اس نوجوان کی غلطی معاف کر۔ اس کے دل کو پاک کر دے۔ اسے باعصمت بنا دے۔ اس نوجوان پر آپ ﷺ کی اس عمدہ نصیحت کے ساتھ دعا کا اتنا گہرا اثر ہوا کہ اس نے بدکاری کا خیال ہی

دل سے نکال دیا اور پھر کبھی اس طرف اُس کا دھیان نہیں گیا۔

(مسند احمد جلد 1 صفحہ 335 بیروت)

آں ترحّما کہ خلق از وے بدید
کس ندیدہ در جہاں از مادرے

ہمدردی خلق اور رحم وکرم کے جو نظارے مخلوق خدا نے آپؐ کے بابرکت وجود میں دیکھے، ایسے نظارے تو کسی شخص نے اپنی ماں سے بھی نہ دیکھے ہوں گے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

میں تو آنحضرت ﷺ کی تعلیم کے احیاء نَو کے لئے آیا ہوں۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 490 ایڈیشن 2003ء)

اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا:

’’لوگوں کے ساتھ رفق اور نرمی سے پیش آ۔ اور اُن پر رحم کر۔ تو اُن میں بمنزلہ موسیٰ کے ہے۔ اور اُن کی باتوں پر صبر کر۔‘‘

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 605)

یا داؤد عامل بالناس رفقا واحسانا واذاحییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منھا۔ واما بنعمت ربک فحدث

اے داؤد! خلق اللہ کے ساتھ رفق اور احسان کے ساتھ معاملہ کر۔ اور سلام کا جواب احسن طور پر دے۔ اور اپنے رب کی نعمت کا لوگوں کے پاس ذکر کر۔ میری نعمت کا شکر کر۔

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلدنمبر 1 صفحہ 665)

خُذُوا الرِّفْقَ فَاِنَّ الرِّفْقَ رَأْسُ الْخَیْرَاتِ

(تذکرہ صفحہ 323 موجودہ ایڈیشن)

نرمی کرو۔ نرمی کرو۔ کہ تمام نیکیوں کا سر نرمی ہے۔ اس الہام الٰہی کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مسیح پاک علیہ السلام فرماتے ہیں:

اس الہام میں تمام جماعت کے لئے تعلیم ہے کہ اپنی بیویوں سے رِفق اور نرمی کے ساتھ پیش آویں۔ وہ ان کی کنیزیں نہیں ہیں۔۔۔۔ روحانی اور جسمانی طور پر اپنی بیویوں سے نیکی کرو۔ ان کے لیے دعا کرتے رہو۔‘‘

(اربعین نمبر 3، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 428 حاشیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سرتا پا آنحضور ﷺ کا عکس تھے فرماتے ہیں کہ ’’خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا کہ تا میں حلم اور خُلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہ راست پر چلاؤں۔‘‘

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد15 صفحہ143)

مذہب سے دور انسانوں کو دعوت الی اللہ آسان کام نہیں۔ آپ ﷺ بھی اپنے آقا و مطاع کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انتہائی نرم زبان میں خاکساری کے ساتھ پیغام دیتے۔ بات کا آغاز شائستگی اور نرمی سے کرتے۔ اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے بھائیو! جیسے محبت بھرے الفاظ سے مخاطب کے دل کی گرہیں کھلنے لگتیں۔ اس پیارے طرز تخاطب کے ساتھ اپنے بہشت اپنے خدا، اپنے پیشوا محمد مصطفیٰ ﷺ اور اپنے چاند اپنے کعبہ قرآن پاک کی توصیف بیان کر کے نیکی کی ترغیب دیتے جس سے دلوں میں رضائے الٰہی کا شوق جوش اور تپش پیدا ہوتی۔

اے عزیزو! سنو! کہ بے قرآں
حق کو ملتا نہیں کبھی انسان

مجھ سے اُس دِل ستاں کا حال سُنیں
مجھ سے وہ صورت و جمال سُنیں

(براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ 268 مطبوعہ 1882ء)

آپ علیہ السلام کی مبارک حیات میں آپ علیہ السلام کی نرمی، رفق، ضبط وتحمل اور سہار کے ان گنت واقعات ہیں جو جہاں تک آپ علیہ السلام کے روابط کی وسعتیں ہیں دیکھے جاسکتے ہیں۔

1۔ ایک اخبار کی دریدہ دہنی پر نالش کرنے کا مشورہ ملا تو جواب دیا ’’ہمارے لئے خدا کی عدالت کافی ہے، یہ گناہ میں داخل ہوگا اگر ہم خدا کی تجویز پر تقدم کریں۔ اس لئے ضروری ہے کہ صبر اور برداشت سے کام لیں۔‘‘

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صفحہ114)

2۔ ایک دفعہ ایک ہندوستانی مولوی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تلفظ پر اعتراض کیا اس وقت حضرت مولوی عبد اللطیف صاحب شہید رضی اللہ عنہ بھی مجلس میں حضرت صاحب کے پاس بیٹھے تھے ان کو بہت غصہ آ گیا انہوں نے اسی جوش میں اس مولوی کے ساتھ فارسی میں گفتگو شروع کر دی۔ آپ علیہ السلام نے ان کو سمجھا بجھا کر ٹھنڈا کیا۔ بعد میں کسی وقت فرمایا:

’’اس وقت مولوی صاحب کو بہت غصہ آ گیا تھا چنانچہ میں نے اسی ڈر سے کہ کہیں وہ اس غصہ میں اس مولوی کو کچھ مار ہی نہ بیٹھیں مولوی صاحب کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں دبائے رکھا تھا۔‘‘

(روایت نمبر 336 سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 337)

3۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے چچا زاد بھائیوں نے مسجد مبارک کے راستہ میں دیوار کھینچ کر آپ علیہ السلام اور آپ کی جماعت کو شدید تکالیف پہنچائی تھیں۔ جب آپ علیہ السلام ان سے انتقام کی پوزیشن میں تھے تو فرمایا:

’’ہم کو دنیاداروں کی طرح مقدمہ بازی اور تکلیف دہی سے کچھ کام نہیں، خدا تعالیٰ نے مجھے اس غرض کے لئے دنیا میں نہیں بھیجا۔‘‘

حضور علیہ السلام نے نہ صرف مرزا صاحب کو دل سے معاف کیا بلکہ اُن کی درخواست پر زمین کا ایک ٹکڑا بھی انہیں عنایت فرمادیا۔

4۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں کسی غریب عورت نے کچھ چاول چُرا لئے۔ لوگوں نے اسے دیکھ لیا اور شور پڑ گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس وقت اپنے کمرہ میں کام کر رہے تھے۔ شور سن کر باہر تشریف لائے تو یہ نظارہ دیکھا کہ ایک غریب عورت چیتھڑوں میں کھڑی ہے اور اس کے ہاتھ میں تھوڑے سے چاولوں کی گٹھڑی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو واقعہ کا علم ہوا اور اس غریب عورت کا حلیہ دیکھا تو آپ علیہ السلام کا دل پسیج گیا۔ فرمایا یہ بھوکی اور کنگال معلوم ہوتی ہے۔ اسے کچھ نہ کہو بلکہ کچھ اور چاول دے کر رخصت کر دو۔

(سیرت مسیح موعود مصنفہ یعقوب علی عرفانیؓ حصہ اول صفحہ 98)

محبتیں عام کرنے اور نرمی اپنانے کے لئے حضرت اقدس علیہ السلام کی ایمان افروز ہدایات:

1۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ نرمی اور رفق سے معاملہ کرو۔ اپنی ساری مصیبتیں اور بلائیں خدا تعالیٰ پر چھوڑ دو۔ یقیناً سمجھو اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ ہر شخص کی شرارت پر صبر کرتا ہے اور خدا پر اُسے چھوڑتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ اُسے ضائع نہیں کرے گا۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 131 ایڈیشن 2003ء)

2۔ ’’تقویٰ کے بہت سے اجزاء ہیں۔ عجب، خودپسندی، مال حرام سے پرہیز اور بداخلاقی سے بچنا بھی تقویٰ ہے۔ جو شخص اچھے اخلاق ظاہر کرتا ہے اس کے دشمن بھی دوست ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ (المومنون: 97) اب خیال فرمائیے یہ ہدایت کیا تعلیم دیتی ہے؟ اس ہدایت میں اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ اگر مخالف گالی بھی دے تو اس کا جواب گالی سے نہ دو بلکہ صبر کرو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ تمہاری فضیلت کا قائل اور شرمندہ ہوگا اور یہ سزا اس سزا سے کہیں بڑھ کر ہوگی جو انتقامی طور پر تم اس کو دے سکتے ہو۔ یوں تو ایک ذرا سا آدمی اقدام قتل تک نوبت پہنچا سکتا ہے لیکن انسانیت کا تقاضا اور تقویٰ کا منشاء یہ نہیں ہے۔ خوش اخلاقی ایک ایسا جوہر ہے کہ موذی سے موذی انسان پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے۔ کیا اچھا کہا ہے کہ لُطف کن لُطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش‘‘

(تفسیر حضرت مسیح موعود سورۃ حٰم سجدہ صفحہ 116-117)

3۔ ’’مَیں یہ بھی کہتا ہوں کہ سختی نہ کرو اور نرمی سے پیش آؤ۔ جنگ کرنا اس سلسلہ کے خلاف ہے۔ نرمی سے کام لو اور اس سلسلہ کی سچائی کو اپنی پاک باطنی اور نیک چلنی سے ثابت کرو۔ یہ میری نصیحت ہے اس کو یاد رکھو اللہ تعالیٰ تمہیں استقامت بخشے۔‘‘ آمین

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 185 جدید ایڈیشن)

4۔ اگر اپنے کسی بھائی کی غلطی دیکھو تو اس کے لئے دعا کرو کہ خدا اُسے بچالے۔ یہ نہیں کہ منادی کرو۔ جب کسی کا بیٹا بدچلن ہو تو اس کو سردست کوئی ضائع نہیں کرتا بلکہ اندر ایک گوشہ میں سمجھاتا ہے کہ یہ برا کام ہے اس سے باز آ جا۔ پس جیسے رِفق، حلم اور ملائمت سے اپنی اولاد سے معاملہ کرتے ہو، ویسے ہی آپس میں بھائیوں سے کرو جس کے اخلاق اچھے نہیں ہیں مجھے اس کے ایمان کا خطرہ ہے کیونکہ اس میں تکبر کی ایک جڑ ہے۔ اگر خدا راضی نہ ہو تو گویا یہ برباد ہو گیا۔ پس جب اس کی اپنی اخلاقی حالت کا یہ حال ہے تو اسے دوسرے کو کہنے کا کیا حق ہے؟

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 368-369 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

5۔ ’’کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔ بہت ہیں جو حِلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندر سے بھیڑیے ہیں۔ بہت سے ہیں جو اوپر سے صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں۔ سو تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ ان کی تحقیر۔ اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خودنمائی سے ان کی تذلیل۔ اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے ان پر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 11)

زندگی میں بعض دفعہ صرف نرمی اور عفو سے مسائل حل نہیں ہوتے۔ بلکہ اصلاح کی غرض سے سزا دینی پڑتی ہے۔ اس میں بھی نرمی کا پہلو رکھا گیا ہے۔ جرم کی مناسبت سے سزا دی جائے اور تائب ہونے کی صورت میں معاف کر دیا جائے۔ گناہ پر ندامت دکھانے والا ایسا ہی ہے کہ گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

قرآن کریم مجبور مقروض کے لئے بھی نرمی کا درس دیتا ہے۔ ارشاد ہے: اور اگر کوئی تنگ دست ہو تو (اسے) آسائش تک مہلت دینی چاہئے۔ اور اگر تم خیرات کر دو تو یہ تمہارے لئے بہت اچھا ہے، اگر تم کچھ علم رکھتے ہو۔ (البقرہ: 281)

علیٰ خُلق کا اظہار باہر غیروں کے سامنے دکھاوا کرنے کے لئے نہ ہو بلکہ سارے ماحول میں نظر آئے۔ ہر احمدی کے چہرے کے پیچھے اسلام کا چہرہ ہے۔ دعا ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توقعات پر پورا اتریں اور آپ کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے والے بن کر آپ علیہ السلام کی دعاؤں کے وارث بنیں۔ آمین اللّٰھم آمین۔

مرتبہ:۔ظہیر احمد خان۔انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن

بنیادی مسائل کے جوابات

قسط 43

سوال:۔ آسٹریا کی ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ مختلف ثقافتوں کے لوگوں، مسلمان علماء، بعض اسلامی فرقوں نیز کئی دوسرے مذاہب نے تناسخ کے بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ عدل قائم کرنے کی غرض سے انسان کو دوبارہ دنیا میں لاتا ہے، تا کہ وہ مختلف تجارب جیسے غربت و امارت اور بیماری وصحت وغیرہ سے گزر سکے۔ کیونکہ یہ عدل نہیں ہے کہ انسان کی روح صرف ایک ہی تجربہ سے گزرے۔ اس بارہ میں جماعت احمدیہ کا موقف کیا ہے اور کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور کسی خلیفہ نے اس بارہ میں کچھ فرمایا ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مؤرخہ 06 ستمبر 2021ء میں اس سوال کے بارہ میں درج ذیل ارشادات فرمائے۔ حضور انور نے فرمایا:۔

جواب:۔ تناسخ کا عقیدہ دراصل آخرت کی زندگی جو کہ دائمی زندگی ہے اس کو نہ سمجھنے اور نہ ماننے، نیز خدا تعالیٰ کی ذات، اس کی صفات خصوصاً صفت خالقیت، مالکیت اور اللہ تعالیٰ کے رحم سے متعلق مختلف عادات از قسم اس کا کرم، عفو، درگذر اور رحم وغیرہ سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ تناسخ کے عقیدہ کی رو سے خدا تعالیٰ مجبور ہے کہ وہ کسی انسان کو ہمیشہ کیلئے نجات دے۔ وہ اس بات پر قادر نہیں کہ اگر ایک شخص اپنی آوارگی اور بدچلنی کے زمانہ سے تائب ہو کر اپنے اسی پہلے جنم میں نجات پانا چاہے تو اُس کو اس کی توبہ اور پاک تبدیلی کی وجہ سے نجات عنایت کر سکے بلکہ اُس کیلئے تناسخ کے اصول کی رُو سے کسی دوسری جُون میں پڑ کر دوبارہ دنیا میں آنا ضروری ہے خواہ وہ انسانی جُون کو چھوڑ کر کتا بنے یا بندر بنے یا سؤر بنے۔ اسی طرح اس باطل عقیدہ کی رو سے کسی انسان کا پاکیزگی کی راہوں پر چلنا بھی ناممکن ہے، کیونکہ اس عقیدہ کو ماننے کے نتیجہ میں کیا معلوم کہ دوبارہ ہونے والے تناسخی جنم میں جس عورت سے اس کی شادی ہوئی ہے، وہ پہلے جنم میں اس کی ماں یا بہن یا دادی ہو۔ علاوہ ازیں اس عقیدہ کے اور بھی کئی لغو اور بیہودہ پہلو ہیں۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے تناسخ کے غیر اسلامی اور خدا تعالیٰ کی ذات و صفات کے سراسر خلاف عقیدہ کے ردّ میں اپنی متعدد تصانیف (جن میں اسلامی اصول کی فلاسفی، چشمہ معرفت، آریہ دھرم، قادیان کے آریہ اور ہم، شحنۂ حق، لیکچر لاہور، لیکچر سیالکوٹ وغیرہ شامل ہیں) میں بہت تفصیل کے ساتھ مدلل بحث فرمائی ہے۔ حضور علیہ السلام کی ان تصانیف میں سے اسلامی اصول کی فلاسفی، چشمہ معرفت، قادیان کے آریہ اور ہم، لیکچر لاہور اور لیکچر سیالکوٹ کا عربی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے اور یہ کتب عربی ترجمہ کے ساتھ آن لائن بھی میسر ہیں، وہاں سے آپ تناسخ کے عقیدہ کا ردّ بیان فرمودہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پڑھ سکتی ہیں۔ بطور نمونہ حضور علیہ السلام کا ایک ارشاد درج ذیل ہے۔

حضور فرماتے ہیں:۔

دوسرا پہلو جو آریہ مت مخلوق کے متعلق پیش کرتا ہے۔ اُن میں سے ایک تو تناسخ ہے۔ یعنی بار بار رُوحوں کا طرح طرح کی جونوں میں پڑ کر دنیا میں آنا۔ اس عقیدہ میں سب سے پہلے یہ امر عجیب اور حیرت انگیز ہے کہ باوجود دعویٰ عقل کے یہ خیال کیا گیا ہے کہ پرمیشر اس قدر سخت دل ہے کہ ایک گناہ کے عوض میں کروڑہا برس تک بلکہ کروڑہا اربوں تک سزا دیئے جاتا ہے حالانکہ جانتا ہے کہ اُس کے پیدا کردہ نہیں ہیں اور اُن پر اس کا کوئی بھی حق نہیں ہے بجز اس کے کہ بار بار جونوں کے چکر میں ڈال کر دُکھ میں ڈالے۔ پھر کیوں انسانی گورنمنٹ کی طرح صرف چند سال کی سزا نہیں دیتا؟ ظاہر ہے کہ لمبی سزا کیلئے یہ شرط ہے کہ سزا یافتوں پر کوئی لمبا حق بھی ہو مگر جس حالت میں تمام ذرّات اور ارواح خود بخود ہیں کچھ بھی اُس کا اُن پر احسان نہیں بجز اس کے کہ سزا کی غرض سے طرح طرح کی جونوں میں اُن کو ڈالے۔ پھر وہ کس حق پر لمبی سزا دیتا ہے۔ دیکھو اسلام میں باوجودیکہ خدا فرماتا ہے کہ ہر ایک ذرّہ اور ہر یک رُوح کا میں ہی خالق ہوں اور تمام قوتیں ان کی میرے ہی فیض سے ہیں اور میرے ہی ہاتھ سے پیدا ہوئے ہیں اور میرے ہی سہارے سے جیتے ہیں۔ پھر بھی وہ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّکَ ؕ اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیۡدُ۔ (ہود:108) یعنی دوزخی دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے لیکن نہ وہ ہمیشگی جو خدا کو ہے بلکہ دُور دراز مدّت کے لحاظ سے۔ پھر خدا کی رحمت دستگیر ہو گی کیونکہ وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور اس آیت کی تصریح میں ہمارے سیّد ومولیٰ نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث بھی ہے۔ اور وہ یہ ہے یأتی علی جھنّم زمانٌ لیس فیھا احدٌ ونسیم الصبا تحرك ابوابھا۔ یعنی جہنم پر ایک وہ زمانہ آئے گا کہ اُس میں کوئی بھی نہ ہو گا۔ اور نسیم صبا اُس کے کواڑوں کو ہلائے گی۔ لیکن افسوس کہ یہ قومیں خدا تعالیٰ کو ایک ایسا چڑ چڑا اور کینہ ور قرار دیتی ہیں کہ کبھی بھی اُس کا غصّہ فرو نہیں ہوتا اور بیشمار اربوں تک جونوں میں ڈال کر پھر بھی گناہ معاف نہیں کرتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دوسرا پہلو تناسخ کے بطلان کا یہ ہے کہ وہ حقیقی پاکیزگی کے برخلاف ہے۔ کیونکہ جب ہم ہر روز دیکھتے ہیں کہ کسی کی ماں فوت ہو جاتی ہے اور کسی کی ہمشیرہ اور کسی کی پوتی۔ تو پھر اس پر کیا دلیل ہے کہ اس عقیدہ کے قائل اس غلطی میں مبتلا نہ ہو جائیں کہ ایسی جگہ نکاح کر لیں جہاں نکاح کرنا وید کی رو سے حرام ہے۔ ہاں اگر ہر ایک بچہ کے ساتھ اُس کے پیدا ہونے کے وقت میں ایک لکھی ہوئی فہرست بھی ہمراہ ہو جس میں بیان کیا گیا ہو کہ وہ پہلی جون میں فلاں شخص کا بچہ تھا تو اس صورت میں ناجائز نکاح سے بچ سکتے تھے۔ مگر پرمیشر نے ایسا نہ کیا۔ گویا ناجائز طریق کو خود پھیلانا چاہا۔ پھر ماسوا اس کے ہمیں سمجھ نہیں آتا کہ اس قدر جونوں کے چکر میں ڈالنے سے فائدہ کیا ہے۔ اور جب کہ تمام مدار نجات اور مکتی کا گیان یعنی معرفتِ الٰہی پر ہے تو یوں چاہیئے تھا کہ ہر ایک بچہ جو دوبارہ جنم لیتا پہلا ذخیرہ اس کے گیان اور معرفت کا ضائع نہ ہوتا۔ لیکن ظاہر ہے کہ ہر ایک بچہ جو پیدا ہوتا ہے خالی کا خالی دنیا میں آجاتا ہے اور ایک آوارہ اور فضول خرچ انسان کی طرح تمام پہلا اندوختہ برباد کر کے مفلس نادار کی طرح منہ دکھاتا ہے۔ اور گو ہزار مرتبہ اس نے وید مقدس کو پڑھا ہو ایک ورق بھی وید کا یاد نہیں رہتا۔ پس اس صورت میں جونوں کے چکر کے رُو سے نجات کی کوئی صورت نظر نہیں آتی کیونکہ ذخیرہ گیان اور علم کا جو ہزار مصیبت سے ہر ایک جون سے جمع کیا جاتا ہے وہ ساتھ ساتھ برباد ہوتا رہتا ہے نہ کبھی محفوظ رہے گا اور نہ نجات ہو گی۔ اول تو حضرات آریہ کے اصولوں کے رُو سے نجات ہی ایک محدود میعادی تھی۔ پھر اُس پر یہ مصیبت کہ سرمایہ نجات کا یعنی گیان جمع ہونے نہیں پاتا۔ یہ بدقسمتی روحوں کی نہیں تو اَور کیا؟

(لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 170 تا 172)

سوال:۔ مصر کے ایک دوست نے قرآن کریم کی آیت سُنَّۃَ اللّٰہِ فِی الَّذِیۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلُ ۚ وَ لَنۡ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبۡدِیۡلًا۔ (سورۃ الاحزاب:63) اور آیت فَہَلۡ یَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا سُنَّتَ الۡاَوَّلِیۡنَ ۚ فَلَنۡ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَبۡدِیۡلًا ۚ وَ لَنۡ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَحۡوِیۡلًا۔ (الفاطر:44) سے استدلال کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ خدا تعالیٰ کے بعض قانون قطعی اور مستقل ہیں جن میں اس کا مستقل نبی یا تابع نبی بھیجنے کا قانون بھی شامل ہے۔ تو کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعث کے 622 سال بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام یا آنحضرت ﷺ کی طرح کوئی شرعی نبی اور اگر اسلام خاتم الادیان ہے تو کیا کوئی غیر شرعی نبی آسکتا ہے یا آپ کا کوئی خلیفہ آپ کی پیروی میں نبی بن سکتا ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مؤرخہ 09 ستمبر 2021ء میں اس سوال کے بارہ میں درج ذیل ہدایات سے نوازا۔ حضور انور نے فرمایا:۔

جواب:۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ نے قرآن کریم کی جن آیات سے خدا تعالیٰ کے کسی مستقل یا تابع نبی کے بھیجنے کی سنت کے قطعی اور دائمی ہونے کا استدلال کیا ہے وہ ان آیات سے نہیں ہوتا کیونکہ سورۃ الاحزاب کی آیات میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے مقابلہ پر مخالفین اسلام خصوصاً منافقین کی ناکامی اور تباہی کے مضمون کو بیان کر کے فرماتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے جو پہلی الٰہی جماعتوں کے حق میں بھی جاری ہوئی اور اب بھی جاری ہو گی کہ مخالفین و منافقین اسلام ذلیل و رسوا ہوں گے اور اہل اسلام کو کامیابی عطاء ہو گی۔ اور سورۃ الفاطر کی آیات میں یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ انبیاء کی بعثت سے قبل لوگ بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں کہ اگر ان کے پاس خدا کی طرف سے کوئی ڈرانے والا آیا تو وہ ضرور پہلے لوگوں سے زیادہ ہدایت پانے والے ہوں گے۔ لیکن جب خدا تعالیٰ اپنے کسی فرستادہ کو ان کے پاس بھجواتا ہے تو وہ اس کے خلاف کمر بستہ ہو جاتے، تکبر کے ساتھ اسے دھتکارتے اور اس کے خلاف ہر طرح کی سازشیں کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں پھر اللہ تعالیٰ بھی ان مخالفین کے خلاف اپنی پہلی سنت کو جاری کرتا ہے اور انہیں طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کر کے ناکام و نامراد کر دیتا ہے اور اپنے فرستادوں کو فتح و نصرت سے سرفراز فرماتا ہے۔

پس ان آیات سے آپ جو استدلال کر رہے ہیں وہ درست نہیں ہے۔

لیکن اس کے ساتھ ہمارا ایمان ہے کہ دنیا کی ہدایت اور اصلاح کیلئے جب

بھی کسی نبی یا مصلح کی ضرورت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ انسانیت پر رحم کرتے ہوئے کسی نہ کسی نبی یا مصلح کو ضرور دنیا کی ہدایت کیلئے مبعوث کرتا چلا آیا ہے اور اس کا یہ رحم آئندہ بھی جاری رہے گا لیکن اس کے اس رحم کا اظہار کس طرح ہو گا؟ یہ وہی بہتر جانتا ہے۔

جہاں تک قرآن کریم اور احادیث نبویہ ﷺ سے اس بارہ میں راہنمائی کے حصول کا تعلق ہے تو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے بعد اپنی امت میں دو دفعہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے قیام کی بشارت دی ہے۔ پہلی مرتبہ کے قیام کے بعد آپ نے اس نعمت کے اٹھائے جانے کا ذکر فرمایا ہے لیکن دوسری مرتبہ اس نعمت کے قیام کی خوشخبری دینے کے بعد آپ نے خاموشی اختیار فرمائی، جس سے اس نعمت کے قیامت تک جاری رہنے کا استدلال ہوتا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 285 مسند النعمان بن بشیرؓ)

پھر آنحضور ﷺ کے غلام صادق اور اس زمانہ کے حکم وعدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر قرآن کریم کی مختلف آیات، احادیث نبویہ ﷺ اور دیگر مذاہب کی تاریخ سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ انسانی نسل کی عمر سات ہزار سال ہے۔ آنحضور ﷺ کی بعثت پانچویں ہزار سال میں ہوئی اور اب ہم اس سلسلہ کے ساتویں ہزار سال میں سے گزر رہے ہیں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

ہمارا عقیدہ جو قرآن شریف نے ہمیں سکھلایا ہے یہ ہے کہ خدا ہمیشہ سے خالق ہے اگر چاہے تو کروڑوں مرتبہ زمین و آسمان کو فنا کر کے پھر ایسے ہی بنا دے اور اُس نے ہمیں خبر دی ہے کہ وہ آدم جو پہلی اُمّتوں کے بعد آیا جو ہم سب کا باپ تھا اس کے دنیا میں آنے کے وقت سے یہ سلسلہ انسانی شروع ہوا ہے۔ اور اس سلسلہ کی عمر کا پورا دور سات ہزار برس تک ہے۔ یہ سات ہزار خدا کے نزدیک ایسے ہیں جیسے انسانوں کے سات دن۔ یاد رہے کہ قانون الٰہی نے مقرر کیا ہے کہ ہر ایک امت کیلئے سات ہزار برس کا دور ہوتا ہے۔ اسی دَور کی طرف اشارہ کرنے کیلئے انسانوں میں سات دن مقرر کئے گئے ہیں۔ غرض بنی آدم کی عمر کا دَور سات ہزار برس مقرر ہے۔ اور اِس میں سے ہمارے نبی ﷺ کے عہد میں پانچ ہزار برس کے قریب گزر چکا تھا۔ یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہو کہ خدا کے دنوں میں سے پانچ دن کے قریب گزر چکے تھے جیسا کہ سورۃ والعصر میں یعنی اس کے حروف میں ابجد کے لحاظ سے قرآن شریف میں اشارہ فرما دیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے وقت میں جب وہ سورۃ نازل ہوئی تب آدم کے زمانہ پر اسی قدر مدت گزر چکی تھی جو سورہ موصوفہ کے عددوں سے ظاہر ہے۔ اِس حساب سے انسانی نوع کی عمر میں سے اب اس زمانہ میں چھ ہزار برس گزر چکے ہیں اور ایک ہزار برس باقی ہیں۔ قرآن شریف میں بلکہ اکثر پہلی کتابوں میں بھی یہ نوشتہ موجود ہے کہ وہ آخری مرسل جو آدم کی صورت پر آئے گا اور مسیح کے نام سے پکارا جائے گا ضرور ہے کہ وہ چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہو جیسا کہ آدم چھٹے دن کے آخر میں پیدا ہوا۔ یہ تمام نشان ایسے ہیں کہ تدبّر کرنے والے کے لئے کافی ہیں۔ اور اِن سات ہزار برس کی قرآن شریف اور دوسری خدا کی کتابوں کے رو سے تقسیم یہ ہے کہ پہلا ہزار نیکی اور ہدایت کے پھیلنے کا زمانہ ہے اور دوسرا ہزار شیطان کے تسلّط کا زمانہ ہے اور پھر تیسرا ہزار نیکی اور ہدایت کے پھیلنے کا اور چوتھا ہزار شیطان کے تسلّط کا اور پھر پانچواں ہزار نیکی اور ہدایت کے پھیلنے کا (یہی وہ ہزار ہے جس میں ہمارے سیّد و مولیٰ ختمی پناہ حضرت محمد ﷺ دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے اور شیطان قید کیا گیا ہے) اور پھر چھٹا ہزار شیطان کے کھلنے اور مسلّط ہونے کا زمانہ ہے جو قرونِ ثلاثہ کے بعد شروع ہوتا اور چودھویں صدی کے سر پر ختم ہو جاتا ہے۔ اور پھر ساتواں ہزار خدا اور اس کے مسیح کا اور ہر ایک خیر و برکت اور ایمان اور صلاح اور تقویٰ اور توحید اور خدا پرستی اور ہر ایک قسم کی نیکی اور ہدایت کا زمانہ ہے۔ اب ہم ساتویں ہزار کے سر پر ہیں۔ اِس کے بعد کسی دوسرے مسیح کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں کیونکہ زمانے سات ہی ہیں جو نیکی اور بدی میں تقسیم کئے گئے ہیں۔ اس تقسیم کو تمام انبیاء نے بیان کیا ہے۔ کسی نے اجمال کے طور پر اور کسی نے مفصّل طور پر اور یہ تفصیل قرآن شریف میں موجود ہے جس سے مسیح موعود کی نسبت قرآن شریف میں سے صاف طور پر پیشگوئی نکلتی ہے۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ تمام انبیاء اپنی کتابوں میں مسیح کے زمانہ کی کسی نہ کسی پیرایہ میں خبر دیتے ہیں اور نیز دجّالی فتنہ کو بھی بیان کرتے ہیں۔ اور دنیا میں کوئی پیشگوئی اس قوت اور تواتر کی نہیں ہو گی جیسا کہ تمام نبیوں نے آخری مسیح کے بارہ میں کی ہے۔

(لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 184 تا 186)

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں:۔

تمام نبیوں کی کتابوں سے اور ایسا ہی قرآن شریف سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے آدم سے لے کر اخیر تک دنیا کی عمر سات ہزار برس رکھی ہے اور ہدایت اور گمراہی کیلئے ہزار ہزار سال کے دَور مقرر کئے ہیں۔ یعنی ایک وہ دَور ہے جس میں ہدایت کا غلبہ ہوتا ہے اور دوسرا وہ دَور ہے جس میں ضلالت اور گمراہی کا غلبہ ہوتا ہے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا خدا تعالیٰ کی کتابوں میں یہ دونوں دَور ہزار ہزار برس پر تقسیم کئے گئے ہیں۔۔۔۔۔۔ پھر ہزار پنجم کا دَور آیا جو ہدایت کا دَور تھا۔ یہ وہ ہزار ہے جس میں ہمارے نبیؐ مبعوث ہوئے اور خدا تعالیٰ نے آنحضرتؐ کے ہاتھ پر توحید کو دوبارہ دنیا میں قائم کیا۔ پس آپؐ کے منجانب اللہ ہونے پر یہی ایک نہایت زبردست دلیل ہے کہ آپؐ کا ظہور اُس سال کے اندر ہوا جو روزِ ازل سے ہدایت کے لئے مقرر تھا اور یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں سے یہی نکلتا ہے اور اِسی دلیل سے میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا بھی ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ اس تقسیم کی رُو سے ہزار ششم ضلالت کا ہزار ہے اور وہ ہزار ہجرت کی تیسری صدی کے بعد شروع ہوتا ہے اور چودھویں صدی کے سر تک ختم ہوتا ہے۔ اس ششم ہزار کے لوگوں کا نام آنحضرت ﷺ نے فیج اعوج رکھا ہے اور ساتواں ہزار ہدایت کا ہے جس میں ہم موجود ہیں۔ چونکہ یہ آخری ہزار ہے اس لئے ضرور تھا کہ امام آخر الزمان اس کے سر پر پیدا ہو اور اس کے بعد کوئی امام نہیں اور نہ کوئی مسیح۔ مگر وہ جو اس کے لئے بطورِ ظل کے ہو۔ کیونکہ اس ہزار میں اب دنیا کی عمر کا خاتمہ ہے جس پر تمام نبیوں نے شہادت دی ہے اور یہ امام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجدّد صدی بھی ہے اور مجدّد الف آخر بھی۔ اِس بات میں نصاریٰ اور یہود کو بھی اختلاف نہیں کہ آدم سے یہ زمانہ ساتواں ہزار ہے۔ اور خدا نے جو سورہ والعصر کے اعداد سے تاریخ آدم میرے پر ظاہر کی اس سے بھی یہ زمانہ جس میں ہم ہیں ساتواں ہزار ہی ثابت ہوتا ہے۔ اور نبیوں کا اِس پر اتفاق تھا کہ مسیح موعود ساتویں ہزار کے سر پر ظاہر ہو گا اور چھٹے ہزار کے اخیر میں پیدا ہو گا کیونکہ وہ سب سے آخر ہے جیسا کہ آدم سب سے اوّل تھا۔

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 207-208)

پس یہ اس سلسلہ کا وہ آخری ہزار سال ہے جس میں خدا تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق آپ کے روحانی فرزند اور غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خاتم الخلفاء کے طور پر مبعوث فرمایا۔ آنحضور ﷺ کی پیشگوئیوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات سے یہی مستنبط ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے چونکہ یہ آخری ہزار سال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ قائم ہونے والی خلافت احمدیہ حقہ اسلامیہ کا دور ہے۔ اس لئے اگر کسی وقت دنیا کی اصلاح کیلئے کسی مصلح کی ضرورت پڑی تو اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کے متبعین میں سے کسی ایسے شخص کو دنیا کی اصلاح کیلئے کھڑا کرے گا جو وقت کا خلیفہ ہو گا لیکن خلیفہ سے بڑھ کر مصلح کا مقام بھی اسے عطاء ہو گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس مقام پر فائز فرمایا تھا۔ چنانچہ آپ اس موعود خلافت کے مقام کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

پھر صرف خلافت کا سوال نہیں بلکہ ایسی خلافت کا سوال ہے جو موعود خلافت ہے۔ الہام اور وحی سے قائم ہونے والی خلافت کا سوال ہے۔ ایک خلافت تو یہ ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ لوگوں سے خلیفہ منتخب کراتا ہے اور پھر اسے قبول کر لیتا ہے مگر یہ ویسی خلافت نہیں۔ یعنی میں اس لئے خلیفہ نہیں کہ حضرت خلیفہ اوّل کی وفات کے دوسرے دن جماعت احمدیہ کے لوگوں نے جمع ہو کر میری خلافت پر اتفاق کیا بلکہ اس لئے بھی خلیفہ ہوں کہ خلیفہ اوّل کی خلافت سے بھی پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کے الہام سے فرمایا تھا کہ میں خلیفہ ہوں گا۔ پس میں خلیفہ نہیں بلکہ موعود خلیفہ ہوں۔ میں مأمور نہیں مگر میری آواز خدا تعالیٰ کی آواز ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اس کی خبر دی تھی۔ گویا اس خلافت کا مقام ماموریت اور خلافت کے درمیان کا مقام ہے اور یہ موقع ایسا نہیں ہے کہ جماعت احمدیہ اسے رائیگاں جانے دے اور پھر خدا تعالیٰ کے حضور سُرخرو ہو جائے۔ جس طرح یہ بات درست ہے کہ نبی روز روز نہیں آتے اسی طرح یہ بھی درست ہے کہ موعود خلیفے بھی روز روز نہیں آتے۔‘‘

(رپورٹ مجلس مشاورت 1936ء، خطابات شوریٰ جلد دوم صفحہ 18)

ناصر محمود طاہر۔ مبلغ سلسلہ نکورو ریجن کینیا

مکرم معلم محمد مولیدی مرحوم کا ذکر خیر

مؤرخہ 17/ستمبر 2022ء کو مرحوم معلم محمد مولیدی صاحب کی میدان عمل میں خدمت بجالاتے ہوئے ایک اندوہناک روڈ ایکسیڈنٹ میں عین جوانی کی عمر میں موقعہ پر وفات ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ رجعون۔ آپ جماعتی موٹر سائیکل پر ایک جماعتی کام سے واپس آ رہے تھے کہ ناگہانی موت نے آپ کو اپنی آغوش میں لے لیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے آپ کے لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے اور آپ کی جماعت کے لئے کی گئی خدمات کا اعلیٰ و عمدہ اجر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ اس جگہ خاکسار اذکروا محاسن مواتکم کے تحت آپ کی چند خوبیاں بطور ذکر خیر بیان کرنا ضروری خیال کرتا ہوں تا آپ کا ذکر بعد میں آنے والوں کے لیے ایک مشعل راہ ہو اور جماعتی تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہو جائے۔ اور گزرتے وقت کے دھندلکوں میں ان گمنام سپاہیوں کی جماعت کے لیے کی گئی قربانیوں کے نقوش مٹ نہ جائیں۔

مکرم محمد مولیدی صاحب کا تعلق پوکومو قبیلہ سے تھا۔ یہ قبیلہ کینیا کے شمال مشرق میں کینیا کے سب سے لمبے دریا (Tana River) کے ڈیلٹا کے قریب سے شروع ہو کر گاریسا (Garissa) شہر تک دریا کے دونوں اطراف میں آباد ہے اور یہاں کے لوگوں کا ذریعہ معاش بالعموم کھیتی باڑی ہے۔ اس علاقہ کے مشرق میں بحر ہند اور شمال میں صومالیا ہے۔ اس قبیلہ کی اکثریت مسلمان ہے۔ اس علاقہ میں جماعت کا باقاعدہ نفوذ سن 2000ء کے قریب ہوا جب اس وقت کے امیر و مشنری انچارج مکرم وسیم احمد چیمہ صاحب نے باقاعدہ منصوبہ بندی کے ذریعہ اس علاقہ میں تبلیغی وفود بھیجے۔ (گو اس سے قبل بھی ایک دو احمدی اس علاقہ میں موجود تھے جن میں مکرم رمضان ڈارا صاحب قابل ذکر ہیں جنہوں نے دوران تعلیم ممباسہ میں مکرم شمشیر سوکھیا صاحب مرحوم مبلغ سلسلہ آف ماریشس کے ذریعہ سے بیعت کی آپ تعلیم مکمل کرنے کے بعد اپنے وطن واپس آ گئے اور گورنمنٹ کی ملازمت اختیار کی اور چند سال قبل ایک اہم سرکاری عہدے سے ریٹائر ہوئے ہیں۔ اس سعی کے نتیجہ میں اس علاقہ میں کافی بیعتیں بھی ہوئی اور چند جماعتیں اور چند عارضی مساجد بھی قائم ہوئیں۔ شروع سے ہی یہ ایک شورش زدہ علاقہ رہا ہے اور باہر سے لوگوں کا یہاں آنا، رہنا اور کام کرنا اتنا آسان نہیں۔ ایک تو ان کی اپنی حریف قبیلہ اورما سے جو زیادہ تر گلہ بانی کرتے ہیں اور دریا سے کچھ ہٹ کر آباد ہیں جب قحط سالی ہوتی تو وہ اپنے جانوروں کو چرانے دریا کے قریب لے آتے ہیں جن سے ان کی فصلوں کا نقصان ہوتا ہے اور کئی دفعہ خون ریزی بھی ہو چکی ہے۔ اسی طرح صومالیا کی طرف سے بھی یہاں دراندازی ہوتی رہتی ہے۔) اس ساری صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے مکرم وسیم احمد چیمہ صاحب کے دور میں چند نوجوانوں کو یہاں سے منتخب کر کے مرکز نیروبی میں اس وقت موجود مدرسہ احمدیہ میں داخل کیا گیا تا ان کی تعلیم و تربیت کی جا سکے اور یہ لوگ واپس جا کر اپنے علاقے میں جماعت کا تعلیم و تربیت کا کام کر سکیں۔ انہی نوجوانوں میں سے ایک مکرم محمد مولیدی صاحب بھی تھے۔

مدرسہ احمدیہ نیروبی سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد کچھ عرصہ آپ کی تعیناتی نیروبی ریجن کی ایک نواحی جماعت میں رہی جس کے بعد آپ کا تقرر مازی معلوے (Mazimalume) جماعت ممباسہ ریجن میں کر دیا گیا۔

خاکسار کی آپ سے پہلی ملاقات 2006ء کے وسط میں ہوئی جب خاکسار کا تبادلہ ممباسہ ریجن میں ہوا۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا اس وقت آپ کی تعیناتی مازی معلوے (Mazimalume) جماعت میں تھی جس کا شمار ممباسہ ریجن کی بڑی اور فعال جماعتوں میں ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ قریبی اور چار جماعتوں جن میں جوروری (Jorori) جماعت مسولوا (Musulwa) جماعت ٹانگینی (Tangini) جماعت اور مابویانی (Maboyani) جماعت تھی کی تعلیم و تربیت کا تمام کام بھی آپ کے سپرد تھا۔ اس دور میں (شاید آج) بھی اس علاقہ میں ٹرانسپورٹ کا کوئی خاص نظام یا سہولت نہیں تھی اور جنگل اور ٹیلوں کے درمیان پگڈنڈیوں پر پیدل یا پھر سائیکل پر دس دس کلو میٹر دور جماعتوں کا باقاعدگی سے دورہ کرتے اور بہت عمدگی سے اپنے فرائض منصبی بجالاتے۔ بہت محنتی اور جفاکش تھے۔ ہر جماعت ممبر سے آپ کا قریبی اور ذاتی تعلق اور رابطہ تھا۔ مہمان نوازی کی صفت بھی بہت عمدہ تھی جب بھی خاکسار آپ کے پاس دورے پر جاتا محدود وسائل کے باوجود نہایت عمدہ مہمان نوازی کرتے اور اگر رات کا

قیام ہوتا تو ساری رات جاگ کر ہمارا پہرا دیتے۔ مرکزی مبلغین سے آپ کو دلی لگاؤ، محبت اور انسیت تھی۔

2011ء میں جب اکونڈا (Ukunda) جماعت کے لیے مسجد اور مشن ہاؤس کی تعمیر کے لیے سابق امیر و مشنری انچارج جماعت کینیا مکرم نعیم احمد چیمہ صاحب کی زیر ہدایت زمین کے حصول کے لیے ایک بار پھر کام شروع کیا تو یہاں کافی چیلنجز درپیش تھے اکونڈا ساؤتھ کوسٹ کا مرکزی شہر ہے اور بحر ہند کے کنارے پر واقع ہے اور سیر و سیاحت کے حوالے سے پوری دنیا میں جانا جاتا ہے۔ گو یہاں جماعت تو کافی سالوں سے موجود تھی اور ایک مرکزی مبلغ بھی کچھ عرصہ یہاں تعینات رہ چکے تھے۔ مگر یہاں جماعت کے لیے مسجد اور مشن ہاؤس کے قیام کے لیے زمین کا حصول ایک بڑا چیلنج بنا ہوا تھا۔ مسلم اکثریتی علاقہ ہونے کی وجہ سے کوئی تو جماعت کی مخالفت میں زمین دینے کو تیار نہ تھا دوسرا ٹورسٹ شہر ہونے کی وجہ سے جو دینے کو رضامند ہوتا وہ اس قدر دام بتاتا جو ہمارے بجٹ سے بہت زیادہ ہوتے۔ خیر خلیفۂ وقت کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے ایک نہایت مناسب قیمت پر بہت مناسب قطعہ زمین حاصل کرنے کی توفیق دی۔ جب مسجد کی تعمیر شروع ہوئی تو مخالفین کی طرف

سے طرح طرح کی شرارتیں شروع ہو گئیں اور کوششیں ہونے لگیں کہ ہمارے قدم یہاں نہ جمیں۔مقامی معلم صاحب اور احباب جماعت بھی پریشان اور تذبذب کا شکار ہونے لگے۔جس پر خاکسار کو محسوس ہوا کہ جب تک یہاں ایک بہادر اور نڈر واقفِ زندگی نہیں آئے گا یہ مسائل بڑھتے جائیں گے۔جس پر خاکسار کی نظر معلم محمد مولیدی صاحب پر پڑی جو نہایت بہادر نڈر اور جماعت کے لیے جان بھی لڑا دینے والے تھے اس لئے ان کا تبادلہ اس جگہ کروایا۔جس کے چند روز بعد ہی الحمدللہ آپ نے صورت حال کو نہایت حکمت اور دلیری سے کنٹرول کیا اور ایک خوف اور وسوسے کی حالت دور کر کے حالات جماعت کے لئے ساز گار کر دیے۔اور پھر مسجد اور مشن ہاؤس کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ بھی لیا۔الحمدللہ ان کی اس گراں قدر خدمت کی وجہ سے ادھر اس وقت جماعت کی مسجد مشن ہاؤس اور مبلغ موجود ہیں۔اور ساؤتھ کوسٹ کا ریجنل ہیڈ کواٹر بن چکا ہے۔اس حوالہ سے جو کردار آپ نے ادا کیا اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزائے خیر دے۔آمین

جیسا کہ خاکسار اوپر ذکر کر چکا ہے کہ آپ کا تعلق ایک شورش زدہ علاقہ سے تھا،جہاں کسی باہر کے فرد کے لیے جانا ایک مشکل امر تھا۔اور یہاں جماعتیں تو قائم ہو چکی تھی مگر تب تک کوئی مرکزی مبلغ اس علاقہ میں نہیں جا سکا تھا اور اس کے بعد ابھی تک بھی کوئی نہیں جا سکا۔اس ضمن میں اپریل 2011ء کے آخر میں امیر و مشنری انچارج صاحب کینیا کے زیر ہدایت اس علاقہ میں جانے کا حکم ملا تو وہاں جا کر تمام جماعتوں کا دورہ کر کے اصل حالات سے واقفیت حاصل کی جائے۔اس ضمن میں ایک دفعہ تو خاکسار پریشان ہوا مگر پھر دعا کے ساتھ تیاری شروع کی اور ایک ٹیم بنائی۔جس کے ایک اہم رکن معلم محمد مولیدی صاحب تھے۔جب خاکسار نے ان کو بلایا اور مشورہ کیا تو آپ نے کہا کہ آپ فکر مت کریں میں آپ کے ساتھ ہوں۔اور آپ نے کام کو بخوبی نبھایا بھی۔خیر آپ نے رابطہ کر کے وہاں اپنے قوم قبیلہ کے لوگوں سے ہمارے آنے کا مقصد اور وہاں دورہ کرنے اور رہنے کا انتظام کیا۔جس وقت ہم وہاں پہنچے تو پہلے سے آپ کے اپنے ایک کزن کا بطور گن مین انتظام کیا ہوا تھا۔جتنے دن ہم وہاں رہے انہوں نے ہمیں اسکارٹ کیا اور جہاں قیام تھا وہاں ساری رات جاگ کر ہمارا پہرہ دیا۔اللہ تعالیٰ ان کو اس کارِ خیر کی عمدہ جزا دے۔

اسی طرح ان کا ایک اور واقعہ مجھے یاد آتا ہے ایک دفعہ ایک پاکستانی دوست جو میرے جاننے والے تھے نہایت پریشانی میں میرے پاس آئے اور بتایا کہ ان کے ایک اور پاکستانی دوست جو وکیل ہیں اس علاقہ میں کسی کام سے گئے تھے مگر اب کافی دن ہو گئے ان سے رابطہ نہیں ہو رہا فون بھی بند ہے اور پاکستان سے ان کے بیوی بچوں کا بار بار فون آ رہا ہے اور بہت پریشان ہیں آپ کے لوگ (احمدی) اس علاقہ میں ہیں کچھ پتہ کریں۔جس پر خاکسار نے معلم محمد مولیدی صاحب کو بلایا اور ساری صورت حال سے آگاہ کیا اور فوری وہاں جا کر ان کا پتہ معلوم کرنے کا کہا۔جس پر آپ نے اس دوست سے اپنے لاپتہ دوست کے حوالے سے استفسار کیا اور انھوں نے بتایا کہ وہ اکثر ایک ہیڈ ٹیچر کا ذکر کرتے تھے کہ وہ ان کا دوست ہے۔بہر حال خاکسار نے آپ کو بھجوایا جس پر چند دن کی تگ و دو بھاگ دوڑ کے بعد آپ اس شخص تک پہنچ گئے اور ان کا رابطہ ان کے گھر والوں سے کروایا۔جس پر وہ پاکستانی جب بھی ملتے اس بات کا ذکر ضرور کرتے۔

کچھ عرصہ بعد آپ کا تبادلہ بطور ریجنل انچارج وئی (Voi) ریجن کر دیا گیا وہاں کچھ سال خدمت کی توفیق پائی اس دوران خاکسار کا تبادلہ بھی ممباسہ سے ویسٹرن ریجن ہو گیا۔اسی اثناء میں آپ کا بھی تبادلہ میرے ریجن میں ہو گیا۔قریباً دس سال آپ کے ساتھ اکٹھے کام کرنے کی توفیق ملی ہمیشہ آپ کو اطاعت گزار ایک سچا مخلص دوست،خلافت کا وفادار سپاہی اور جماعت کی خدمت میں ہمہ تن مشغول پایا۔

جب آپ نئے نئے ویسٹرن ریجن میں تبادلہ ہو کر آئے تو خاکسار نے ایک روز نماز فجر کے بعد آپ کو کہا کہ بارشوں سے مسجد پر لکھا کلمہ کافی مدھم پڑ گیا ہے اس کو تازہ پینٹ کر دیں ویسے تو ہر فن مولا تھے اور بہت سے مشن اور مساجد کے کام بغیر کسی لالچ کے خود اپنے ہاتھ سے ہی کر لیتے تھے مگر عربی رسم الخط لکھنے میں آپ کو کافی مہارت تھی اور آج بھی جماعت کی کئی مساجد پر آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا کلمہ موجود ہے یہ کہہ کر خاکسار مشن ہاؤس چلا گیا تھوڑی دیر بھی نہ گزری تھی کہ کسی کہ گرنے کی آواز آئی خاکسار فوری باہر آیا تو دیکھا جس سیڑھی پر چڑھ کر آپ کلمہ لکھ رہے تھے وہ ٹوٹ گئی اور آپ فرش پر گر پڑے جس پر خاکسار نے فوری طور پر سہارا دیکر اٹھایا تو معلوم ہوا کہ ایک پاؤں پر ضرب آئی ہے جس پر فوری طور پر آپ کو ہسپتال لیکر گیا ایکسرے وغیرہ کروایا اور پلاسٹر لگا۔جس پر کافی عرصہ تک ایک ٹانگ میں آپ کو تکلیف رہی جس پر خاکسار نے ایک دفعہ آپ کو کہا میں معذرت چاہتا ہوں آپ کو میری وجہ سے تکلیف پہنچی تو فوراً کہا شیخ! (یہ لفظ مشرقی افریقہ میں مسلم امام کے لئے مستعمل ہے) کیا بات کرتے ہو میں تو اللہ رسول کا نام لکھ رہا تھا وہی میرا محافظ و مددگار ہے۔کبھی اس بات کو جتایا تک نہیں ورنہ یہاں بعض دفعہ ان باتوں کا بڑا ایشو بن جاتا ہے۔

کچھ عرصہ آپ نے انسپکٹر مال کی تربیت بھی حاصل کی جس کی وجہ سے جماعتوں میں چندہ جات کی وصولی اور اس کے حسابات کو درست طریق پر رکھنے میں بہت مہارت تھی۔عموماً جس جماعت میں بھی آپ ہوتے اس کا چندہ باقی تمام ریجن سے زیادہ ہوتا۔ج

جماعت اور خلفائے احمدیت سے آپ کو والہانہ عشق تھا حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات اور خلفائےِ احمدیت کے اقوال و تحریرات اکثر آپ کے سوشل میڈیا ہینڈلائنز کی زینت ہوتیں۔مجھے کئی دفعہ کہا کرتے تھے کہ شیخ!بعض احمدی جب میری بات نہیں سنتے یا توجہ نہیں دیتے تو میں ان کے سامنے خلیفۂ وقت کا حوالہ پیش کرتا ہوں کہ خلیفہ وقت نے یہ فرمایا ہے کہ ایسا کرنا ہے تو فوراً مان لیتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی بعض تحریرات آپ کو زبانی یاد تھیں۔قرآن کریم بھی تلفظ کے ساتھ پڑھتے تھے اور اگر کسی جگہ تبلیغ و تربیت کے دوران کسی حوالے کی ضرورت پڑتی تو خاکسار آپ سے پوچھتا تو فوراً بتا دیتے۔

وفات سے چند ماہ قبل آپ کی بڑی بیٹی جس کی عمر قریباً بارہ سال تھی اچانک وفات پا گئی گھر سے دور میدان عمل میں ہونے کی وجہ سے اس کے جنازے میں شامل نہیں ہو سکے اور اس صدمے کو بڑے حوصلہ سے برداشت کیا۔آپ نے وفات سے قبل چند خوابیں بھی دیکھیں جن کا مجھ سے ذکر بھی کیا۔آپ نے وفات سے چند گھنٹے قبل اپنے واٹس ایپ سٹیٹس پر درج ذیل تحریر لگائی ہوئی تھی؛

If you knew how fast people will forget you after your death,you will stop spending your life trying to impress them.You were created to please the Creator,not his creation.Allah will NEVER let us down.We have to put our trust on Him.He will always look after us.

آپ نظام وصیت میں شامل تھے۔مؤرخہ 19/ستمبر 2022ء کو آپ کی تدفین آپ کے آبائی علاقہ میں کر دی گئی۔اللّٰھم نور مرقدہ

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور اعلیٰ علیّین میں اپنے پیاروں کی قربت میں جگہ دے۔اور ان جیسے بے نفس بے شمار خدام دین جماعت کا عطا ہوں۔آمین

رپورٹ: فرخ شبیر لودھی۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن، لائبیریا

سیمینار وقف جدید، لائبیریا

20/نومبر بروز اتوار جماعت احمدیہ لائبیریا نے وقف جدید کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے ایک سیمینار بمقام مسجد بیت المجیب نیشنل ہیڈ کوارٹرز منعقد کیا۔

پروگرام کے مطابق دوپہر 12:30 بجے مکرم نوید احمد عادل صاحب امیر و مشنری انچارج لائبیریا کی زیر صدارت سیمینار کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے مکرم حافظ حسین سائیوں صاحب نے کیا۔ جس کے بعد مکرم محمد شعیب خالد صاحب نے نظم پیش کی۔

سیمینار کی پہلی تقریر مکرم عاشر احمد صاحب کی تھی جن کا موضوع وقف جدید کا تاریخی پس منظر اور اس کے اغراض و مقاصد تھا۔ آپ نے اپنی تقریر میں خلفاء کرام کے ارشادات مبارکہ کی روشنی میں وقف جدید کی ضرورت و اہمیت اور اس کے بابرکت نتائج پر سیر حاصل گفتگو کی۔

بعد ازاں مکرم ناصر احمد کاہلوں صاحب مبلغ سلسلہ مونٹسیراڈو کاؤنٹی سٹیج پر تشریف لائے۔ آپ نے سورہ الصّف کی آیت مبارکہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا هَلۡ اَدُلُّکُمۡ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنۡجِیۡکُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ اَلِیۡمٍ ﴿۱۱﴾ (11) کی بہت خوبصورت تفسیر بیان کی۔ آپ نے کہا کہ اس آیت کریمہ سے پہلے غلبہ اسلام کی پیشگوئی کی گئی ہے جو مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہونا ہے اور بعد کی آیات حضرت عیسٰی علیہ السلام کے حواریوں کی شان میں بیان کی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو شیل عیسیٰ بھی قرار دیا ہے۔ اس لئے یہ آیت خاص طور جماعت احمدیہ کو مخاطب کرتے ہوئے یہ پیغام دیتی ہے کہ آخری زمانہ میں غلبہ اسلام مالی قربانی کے جہاد سے ہوگا کیونکہ ان آیات میں اموال کے جہاد کو پہلے اور نفوس کے جہاد کا بعد میں ذکر آیا ہے۔

آپ نے مزید کہا کہ ایک مؤمن کے لئے فرائض پر عمل کرنا تو بہت ہی ضروری ہے جن کو چھوڑ کر ایک انسان گنہگار ہو جاتا ہے لیکن ایک احمدی مؤمن کے لئے خلیفۂ وقت کی معروف باتوں پر عمل کرنا بھی فرائض میں شامل ہو جاتا ہے اور یہی ہمارے عہد بیعت کا تقاضا ہے۔ یہ مالی تحریکات بھی معروف کے زمرہ میں آتی ہیں۔ اس لئے ہم نے خود بھی اپنی مالی قربانی کے نمونے پیش کرنے ہیں، اپنے بزرگوں کی قربانیوں کو بھی زندہ رکھنا ہے اور اس سلسلہ کو آگے اپنی نسلوں میں بھی منتقل کرنا ہے۔

سیمینار کے آخر پر مکرم امیر صاحب نے خطاب کیا۔ آپ نے کہا کہ دیگر مالی تحریکات کی طرح وقف جدید کی تاریخ بھی قربانیوں سے بھری پڑی ہے۔ یقیناً مالی قربانی کی بے انتہا اہمیت و برکات ہیں لیکن ہمیں ان لوگوں کو بھی نہیں بھولنا چاہئے جو وقف جدید کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے کام کر رہے ہیں۔ لائبیریا کے دیہی علاقوں اور تھر پارکر میں طرز تعمیر تقریباً ملتا جلتا ہی ہے لیکن پانی کا حصول وہاں پر کئی گنہ مشکل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ علاقہ زہریلے سانپوں اور بچھوؤں سے بھرا ہوا ہے۔ ایک معلم صاحب اپنے بارہ میں بتاتے ہیں کہ ایک دن میں ان کو تین سے چار دفعہ سانپ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کبھی راستہ میں، کبھی پانی کی جگہ پر، کبھی نماز کی جگہ پر تو کبھی سونے کی جگہ پر اور یہ روزمرہ کے معمولات ہیں۔ تو آپ سوچ سکتے ہیں کہ ایک معلم سلسلہ کو اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے روزانہ کن دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے ان قربانیوں کو بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان معلّمین کرام کی قربانیوں کے نتیجہ میں ہندوؤں سے بھی سعید روحیں احمدیت کی آغوش میں آئیں اور ان میں سے بھی نوجوانوں نے اپنے آپ کو تبلیغ اسلام کے لئے وقف کیا اور آج میدان عمل میں مصروف ہیں۔

آپ نے گزشتہ دس بارہ سال میں لائبیریا جماعت کی مالی قربانی میں ترقی کا ایک جائزہ پیش کیا کہ ایک دہائی قبل ہمارے چندہ دہندگان کی تعداد ایک سو سے کچھ زائد تھی اور مبلغین کرام بھی تین چار ہوا کرتے تھے۔ آج اللہ کے فضل سے ہمارے پاس لوکل معلّمین کی تعداد بیس کے قریب ہے اور ان کی قربانیوں اور کاوشوں کے نتیجہ میں ہمارے چندہ دہندگان کی تعداد دس ہزار سے تجاوز کر چکی ہے۔ الحمد للہ! اس لئے ہمیں مالی قربانی کے ساتھ ساتھ واقفین زندگی کی بھی ضرورت ہے کیونکہ مالی قربانی کی برکت سے ہماری ذمہ داریوں اور ضروریات میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام قربانی کرنے والوں کے اموال و نفوس میں برکت عطا کرے۔ آمین

سیمینار کا دورانیہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ پر محیط رہا۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد تمام شرکاء کی کھانے سے تواضع بھی کی گئی۔

ایمان افروز واقعہ

سیمینار کے اختتام پر مکرم سرفراز احمد صاحب نیشنل سیکرٹری وقف جدید نے شرکاء میں کاغذ اور قلم تقسیم کئے تا کہ اپنے وعدہ جات لکھوا سکیں۔ ایک مخلص دوست علیحدگی میں ملے اور اپنا صرف نام لکھ کر مکرم سیکرٹری صاحب کو جمع کروا دیا اور ساتھ یہ پیغام دیا کہ سب سے زیادہ جو وقف جدید کا وعدہ لکھوائے گا میں اس سے زیادہ ادا کرنے کی کوشش کروں گا۔ ان شاء اللہ

وعدہ جات مکمل ہونے کے بعد جب ان دوست سے رابطہ کیا گیا اور ان کی خواہش کے مطابق سب سے زیادہ رقم بتائی گئی جو ان کی ماہانہ آمدن سے بھی ایک گنا زائد تھی اور گزشتہ آٹھ ماہ سے ان کو اپنی ماہانہ تنخواہ بھی موصول نہیں ہو رہی تھی۔ اس کے باوجود انہوں نے اپنا وعدہ لکھوا دیا۔

چندہ کی ادائیگی کے وقت مکرم سیکرٹری صاحب کے پوچھنے پر انہوں کچھ تفصیلات بیان کیں کہ جب میں گھر سے نکلا تھا تو میرے گمان میں بھی نہیں تھا کہ سیمینار کے بعد وعدہ جات لکھوانے ہیں اگر دیتا بھی تو شاید 50 ڈالرز دے دیتا لیکن جب آپ نے وعدہ جات لکھوانے کے لئے اعلان کیا اسی وقت اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ تحریک پیدا کی۔ جب آپ نے مجھے سب سے زیادہ رقم کا بتایا گو میرے لئے یہ ایک بڑی رقم تھی لیکن تب بھی مجھے کسی قسم کی کوئی پریشانی یا فکر لاحق نہیں ہوئی اور یہ ادائیگی بھی میں کسی کی اجازت سے ان کی امانت میں سے کر رہا ہوں جو میرے گننے تک میرے علم میں بھی نہیں تھا کہ کتنی رقم ہے اور جب میں نے یہ رقم گنی تو یہ بالکل اتنی ہی تھی جتنا میں نے وعدہ کیا ہے، میں اپنی طرف سے تو اپنے وعدہ کے مطابق ادائیگی کر رہا ہوں لیکن میری اہلیہ کا حصہ اس سے الگ ہوگا۔

اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ فضل کیا ہے کہ میرے وعدہ لکھوانے کے بعد میرے مینجر نے میری تنخواہ میں دو سو ڈالرز کا اضافہ کر دیا ہے اور کہا ہے کہ جیسے ہی مزید گنجائش پیدا ہوگی میں اور اضافہ کر دوں گا اور مجھے یقین ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ نے مزید بڑھانی ہے۔ ان شاء اللہ۔ میں بہت خوش ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ موقع دیا ہے اور اس بات پر شکر گزار بھی ہوں کہ اس نے ادائیگی کی بھی توفیق دی ہے۔ ہم جماعت کے ہیں اور جماعت ہماری ہے۔ ہمیں جو کچھ بھی مل رہا ہے وہ جماعت کی ہی برکت سے ہے۔ آئندہ میں اس سے بڑھ کر مالی قربانی کی کوشش کروں گا۔ ان شاء اللہ۔

دعا کا تحفہ

تیز بارش سے بچنے کی دُعا

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دُعا سے مسلسل ایک ہفتہ کی طویل بارش کے بعد اگلے جمعہ ایک سائل نے بارش رکنے کی درخواست کی تو رسول اللہؐ کی دوبارہ دُعا سے بارش فوراً رک گئی۔ وہ دُعا یہ تھی:

اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا۔ اَللّٰھُمَّ عَلَی الْاٰکَامِ وَالظِّرَابِ وَالْاَوْدِیَۃِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ

(بخاری کتاب الاستسقاء باب الاستسقاء فی خطبۃ الجمعۃ غیر مستقبل القبلۃ)

ترجمہ: -اے اللہ! ہمارے ارد گرد بارش برسا اور ہم پر نہ برسا۔ اے اللہ! ٹیلوں چٹانوں، وادیوں اور درختوں کے جنگلوں پر بارش برسا۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 118)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

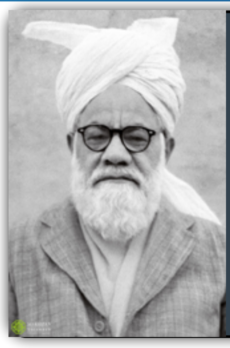

حضرت مرزا بشیر احمدؓ کے قلم سے

تبرکات

’’سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے‘‘

دوستوں کو علمی اور تحقیقی مضامین لکھنے کی دعوت

عنوان میں درج شدہ مصرع حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک لطیف نظم کا حصہ ہے جس کے شروع میں یہ شعر آتا ہے کہ:

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

اس مصرع کا مطلب اور مقصد یہ ہے کہ گو اسلام نے مسلمانوں پر جہاد فرض کیا ہے اور مومنوں کو حکم دیا ہے کہ ان میں سے ایک طبقہ لازماً دین کی خدمت اور دین کے رستہ میں جدوجہد کے لئے وقف رہنا چاہئے۔ مگر مختلف قسم کے حالات کے ماتحت دین کی خدمت مختلف رنگ اختیار کرسکتی ہے۔ بعض حالات میں جب کہ کوئی دشمن اسلام کو مٹانے کی غرض سے جبر اور تشدد کا رستہ اختیار کر کے مسلمانوں کے خلاف تلوار اٹھائے تو اس وقت اپنے دفاع کے لئے (نہ کہ مخالفوں کو جبراً مسلمان بنانے کے لئے کیونکہ لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ (البقرہ:257) تلوار کا جواب تلوار سے دینا ہو گا۔ اور اگر دشمن کا حملہ دلائل اور عقلی اور نقلی اعتراضوں کے رنگ میں ہو تو اس وقت اسلام کا جہاد بھی اسی میدان کے اندر محدود ہو جائے گا۔ اور اگر کسی وقت مسلمانوں کی اپنی بد اعمالی اسلام کو بدنام کرنے کا باعث بن رہی ہو تو اس وقت سب سے مقدم جہاد مسلمانوں کی تربیت اور ان کی اخلاقی اور روحانی اصلاح سے تعلق رکھے گا وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ ایک موقع پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک وقت تلوار کے جہاد سے وقتی طور پر فارغ ہوئے تو آپ نے میدانِ کارزار سے مدینہ کی طرف لوٹتے ہوئے فرمایا:

رَجَعۡنَا مِنَ الۡجِهَادِ الۡاَصۡغَرِ اِلَی الۡجِهَادِ الۡاَکۡبَرِ

(صحیح بخاری کتاب الجہاد)

یعنی اب ہم چھوٹے جہاد سے فارغ ہو کر بڑے جہاد یعنی اپنے نفسوں کے ساتھ جہاد کرنے کی طرف لوٹ رہے ہیں۔

اسی اصولی تعلیم کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ نے وہ مصرع ارشاد فرمایا ہے جو اس مختصر سے نوٹ کے عنوان کی زینت ہے۔ اور آپ کا منشاء یہ ہے کہ یہ زمانہ اپنے وقتی تقاضوں اور پیش آمدہ حالات اور مخالفوں کے رویہ کے مطابق تلوار کے جہاد کا زمانہ نہیں ہے بلکہ قلم کے جہاد کا زمانہ ہے۔ جب کہ مخالفین اسلام کی طرف سے اسلام کے خلاف معاندانہ لٹریچر کے ذریعہ بے پناہ حملے کئے جارہے ہیں۔ ایسے وقت میں اصل جہاد قلم کا جہاد ہے تا کہ قلم کے ذریعہ غیر مسلموں کے اعتراضوں کا ایسا دندان شکن جواب دیا جائے کہ ان کے قلموں اور ان کی زبانوں کی گولہ باری پر موت وارد ہو جائے۔ اور یہی رستہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدائی منشاء کے ماتحت اختیار کیا۔ چنانچہ آپ کی اس عدیم المثال خدمت کا اعتراف مخالفوں تک نے ایسے شاندار رنگ میں کیا ہے کہ اس تعریف سے ملک کی مخالفانہ فضا تک گونجنے لگ گئی۔ مثال کے طور پر امرتسر کے مشہور اخبار ’’وکیل‘‘ کے غیر احمدی ایڈیٹر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر لکھا:

’’مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبولِ عام کی سند حاصل کر چکا ہے۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جب کہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑا دئے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا۔ بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا۔ اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں بھی مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت سر انجام دی ہے۔ ان کی آریہ سماج کے مقابل تحریروں سے اس دعویٰ پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے کہ آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے ناممکن ہے کہ یہ تحریریں نظر انداز کی جا سکیں۔‘‘

پھر دہلی کے غیر احمدی اخبار ’’کرزن گزٹ‘‘ نے اپنے اخبار میں لکھا کہ:

’’ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم مرزا صاحب کے مقابلہ پر زبان کھول سکتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اگرچہ مرحوم پنجابی تھا مگر اس کے قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ ہند میں بھی اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں۔‘‘

پس اس نوٹ کے عنوان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو شاندار مصرع درج ہے وہ کسی ناواجب فخر و افتخار کی پیداوار نہیں بلکہ ایک زبردست حقیقت ہے جو تلوار سے زیادہ کاٹنے والی اور دلوں کی گہرائیوں میں گھر کرنے والی ہے۔ اور اس سے اس اعتراض کا جواب بھی ہو جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے نعوذ باللہ تلوار کے جہاد کو منسوخ کر دیا ہے۔ عزیزو اور دوستو سوچو اور سمجھو کہ حضرت مرزا صاحب جو اسلام کی خدمت اور دین کے احیاء کے لئے مبعوث ہوئے تھے وہ کس طرح کسی اسلامی تعلیم کو منسوخ کر سکتے تھے۔ پس اگر تلوار کے جہاد کو کسی نے وقتی طور پر معلق کیا ہے (منسوخی کا تو سوال ہی نہیں) تو وہ زمانہ کے حالات نے کیا ہے۔ اور اسلام کی اس اصولی تعلیم نے کیا ہے جو آج سے چودہ سو سال پہلے نازل ہو چکی ہے جس میں جہاد کا تو بہر حال اور بہر صورت حکم ہے مگر اس کی نوعیت کو زمانہ کے حالات اور وقت کے تقاضوں اور مخالفوں کے رویہ پر چھوڑا گیا ہے۔ اور پھر کیا حضرت مرزا صاحب کے شاندار اور عدیم المثال قلمی جہاد نے تلوار کے جہاد کی کوئی ضرورت باقی چھوڑی ہے؟ خدائی احکام ہمیشہ بنی نوع انسان کی ضرورت پر مبنی ہوا کرتے ہیں۔ کیونکہ خدا حکیم ہے اور حکیم ہستی کے احکام ہمیشہ حکمت پر مبنی ہوتے ہیں۔ اگر مخالفوں کی طرف سے اسلام کے خلاف قلم اور زبان کے ذریعہ حملہ ہو تو اس کا طبعی ردّ اور فطری جواب جو دلوں میں حقیقی اطمینان پیدا کرسکتا ہے وہ صرف قلم اور زبان کے ذریعہ ہی ہوسکتا ہے اور اسی کی طرف حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے اس لطیف مصرع میں اشارہ فرمایا ہے جو اس مضمون میں زیبِ عنوان ہے۔

مگر اس جگہ مجھے جہاد کا فلسفہ بیان کرنا مطلوب نہیں ہے بلکہ اپنی ایک رؤیا کی بناء پر جماعت کے نوجوانوں کو اسلام اور احمدیت کی قلمی خدمت کی طرف توجہ دلانا اصل مقصد ہے۔ چند دن ہوئے میں نے ایک عجیب رؤیا دیکھا جس سے میں ڈرا بھی اور خوش بھی ہوا۔ میں نے دیکھا کہ کسی نے مجھے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک لمبا سا خط لاکر دیا ہے۔ یہ خط میرے نام ہے۔ میں نے خط پڑھنے سے پہلے اس کے آخری حصہ کو اٹھا کر دیکھا تو خط کے نیچے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے دستخط تھے۔ اور خط کے آخر میں اس قسم کا مضمون تھا کہ اگر آپ نے احمدی نوجوانوں کو اسلام اور احمدیت کی خدمت کے لئے مضامین لکھنے اور تصانیف کرنے کی ترغیب نہ دی اور اس کا طریقہ نہ سمجھایا تو اس معاملہ میں مَیں اور عبداللہ اور والدہ عبداللہ آپ پر خوش نہیں ہوں گے اَوۡکَمَا کَانَ۔ میں اس خواب سے خوش تو اس لئے ہوا کہ تصنیف کے میدان میں میری حقیر سی خدمت عالم بالا میں قدر کے قابل سمجھی گئی۔ اور ڈرا اس لئے کہ جماعت کے نوجوانوں کو فنِ تصنیف کی ترغیب دینے اور اس کا طریقہ سمجھانے کی ذمہ داری ایسی نازک اور ایسی وسیع ہے کہ میں شاید اپنی موجودہ عمر اور موجودہ صحت میں اسے کما حقہ، ادا نہ کرسکوں۔ اور عبداللہ اور عبداللہ کی والدہ سے میں یہ سمجھا ہوں کہ عبداللہ سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں جو اس زمانہ میں سب سے بڑے عبداللہ (یعنی اللہ کے بندے) ہیں اور عبداللہ کی والدہ سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) ہیں جن کی مقدس تعلیم اور مبارک اسوہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وجود باجود پیدا ہوا۔ اور خدا کرے (اور اے کاش کہ ایسا ہی ہو) کہ قیامت کے دن ان دونوں کی روح اس عاجز سے خوش ہو۔ وَذَالِکَ ظَنِّیۡ بِاللّٰہِ وَاَرۡجُوۡمِنۡہُ خَیۡرًا

بہر حال اس رؤیا کی بناء پر یہ نوٹ الفضل میں بھجوا رہا ہوں تا احمدی نوجوانوں کو فنِ تحریر اور مضمون نویسی کی طرف توجہ پیدا ہو۔ اور وہ قلم کے میدان میں سلطان القلم (یہ حضرت مسیح موعودؑ کا الہامی نام ہے) کے انصار بن کر دین کی نمایاں خدمت انجام دے سکیں۔ بے شک زبان بھی تبلیغ ہدایت اور اشاعتِ علم کا ایک بہت عمدہ ذریعہ ہے۔ مگر جو مقام قلم کو حاصل ہے وہ زبان کو ہرگز حاصل نہیں۔ اسی لئے قرآن مجید نے اپنی ابتدائی وحی میں قلم کے ذریعہ اشاعتِ علم کا نمایاں طور پر ذکر فرمایا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

اِقۡرَاۡ وَرَبُّکَ الۡاَکۡرَمُ ۙ﴿۴﴾ الَّذِیۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ ۙ﴿۵﴾

(العلق: 5-4)

یعنی اے رسول لوگوں تک ہمارا نام اور ہمارا پیغام پہنچا۔ کیونکہ تیرا رب تمام بزرگیوں کا مالک ہے۔ ہاں وہی آسمانی آقا جس نے قلم کے ذریعہ علم کی اشاعت کا سامان پیدا کیا ہے۔

پس قلم علم کی اشاعت اور حق کی تبلیغ کا سب سے بڑا اور سب سے اہم اور سب سے مؤثر ترین ذریعہ ہے۔ اور زبان کے مقابلہ پر قلم کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ اس کا حلقہ نہایت وسیع اور اس کا نتیجہ بہت لمبا بلکہ عملاً دائمی ہوتا ہے۔ زبان کی بات عام طور پر منہ سے نکل کر ہوا میں گم ہو جاتی ہے سوائے اس کے کہ اسے قلم کے ذریعہ محفوظ کرلیا جائے۔ مگر قلم دنیا بھر کی وسعت اور ہمیشگی کا پیغام لے کر آتی ہے اور پریس کی ایجاد نے تو قلم کو وہ عالمگیر پھیلاؤ اور وہ دوام عطا کر دیا ہے جس کی اس زمانہ میں کوئی نظیر نہیں کیونکہ قلم کا لکھا ہوا گویا پتھر کی لکیر ہوتا ہے جسے کوئی چیز مٹا نہیں سکتی۔ اور قلم کو یہ مزید خصوصیت بھی حاصل ہے کہ اسے اپنے منبع کی نسبت کے لحاظ سے کامل یقین کا مرتبہ میسر ہوتا ہے۔ ہمیں بعض اوقات کسی شخص کی طرف سے کوئی بات زبانی طور پر پہنچی ہے مگر اس کے سننے والوں کی روایت میں اختلاف ہو جاتا ہے۔ مگر جب کسی شخص کے قلم سے کوئی بات نکلے تو پھر اس بات کے منبع اور ماخذ کے متعلق کسی قسم کا شبہ نہیں رہتا۔ بہر حال اس زمانہ میں جب کہ اسلام کے دشمن اسلام کی تعلیم اور حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات کے خلاف ہزاروں لاکھوں رسالے اور کتابیں شائع کر رہے ہیں۔ قلم سے بڑھ کر اسلام کی مدافعت اور اسلام کے پر امن مگر جارحانہ علمی اور روحانی حملوں سے زیادہ طاقتور کوئی اور ظاہری ذریعہ نہیں۔

پس اے عزیزو اور اے دوستو! اپنے فرض کو پہچانو اور سلطان القلم کی جماعت میں ہو کر اسلام کی قلمی خدمت میں وہ جوہر دکھاؤ کہ اسلاف کی تلواریں تمہاری قلموں پر فخر کریں۔ تمہارے سینوں میں اب بھی سعد بن ابی وقاص اور خالد بن ولید اور عمرو بن عاص اور دیگر صحابہ کرام اور قاسم اور قتیبہ اور طارق اور دوسرے فدایانِ اسلام کی روحیں باہر آنے کے لئے تڑپ رہی ہیں۔ انہیں رستہ دو کہ جس طرح وہ قرونِ اولیٰ میں تلوار کے دھنی بنے اور ایک عالم کی آنکھوں کو اپنے کارناموں سے خیرہ کیا۔ اسی طرح وہ تمہارے اندر سے ہو کر (کیونکہ خدا اب بھی انہی قدرتوں کا

مالک ہے) قلم کے جوہر دکھائیں اور دنیا کی کایا پلٹ دیں۔ چند ماہ کی بات ہے کہ مجھے کسی عزیز نے کہا اور میں شرم سے کٹ گیا کہ کچھ عرصہ سے ہماری جماعت میں اس قسم کی علمی اور تحقیقاتی تصانیف شائع نہیں ہو رہی ہیں جو چند سال پہلے شائع ہوا کرتی تھیں۔ یہ اعتراض تو درحقیقت درست نہیں کیونکہ اس عرصہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی طرف سے تفسیر صغیر اور تفسیر کبیر کے ذریعہ بیش بہا علمی اور عرفانی جواہر پارے منظر عام پر آئے ہیں اور بعض دوسرے اصحاب نے بھی بعض اچھی اچھی کتابیں لکھی ہیں۔ مگر اس میں شبہ نہیں کہ جس تیز رفتاری سے قلمی خدمت میں ترقی ہونی چاہئے تھی اور جس رنگ میں بعض نئے میدانوں میں تحقیقی مضامین لکھنے کی ضرورت تھی اس میں کسی قدر کمی ہے۔ اور یہ بھی ایک حد تک درست ہے کہ بعض نوجوانوں کا میلان تحقیقی اور علمی مضامین میں لکھنے کی بجائے نوک جھونک والے سطحی اور وقتی مقالوں کی طرف زیادہ ہو رہا ہے۔ یہ میلان ایک ترقی کرنے والی قوم کے لئے بہت نقصان دہ ہے اور ضرورت ہے کہ بہت جلد کا تدارک کر جماعت کی قلموں کو صحیح رستہ پر ڈالنے کی کوشش کی جائے۔

قرآن فرماتا ہے کہ

وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُ

(النحل:126)

یعنی مخالفوں کے ساتھ دینی جہاد کرنے میں بہترین اور پختہ ترین اور مؤثر ترین دلائل اختیار کرو اور یونہی سطحی باتوں میں الجھ کر اپنی ہنسی نہ اڑاؤ۔

تحقیقی مضمون لکھنے کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ پہلے ایک موضوع کی جو کسی حقیقی حاضر الوقت ضرورت کے مطابق ہو چن کر اسے اپنے ذہن میں مستحضر رکھا جائے اور اس پر کچھ وقت تک غور کیا جائے۔ پھر قرآن اور حدیث اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دوسرے بنیادی لٹریچر کا مطالعہ کر کے اس مضمون کے نوٹ لئے جائیں اور انہیں ترتیب وار مرتب کیا جائے۔ پھر جو امکانی اعتراضات اس مضمون کے متعلق دوسروں کی طرف سے ہوئے ہوں یا ہو سکتے ہوں انہیں ذہن میں رکھ کر ان کا جواب سوچا جائے۔ پھر ایک عمومی خاکہ اس امر کے متعلق اپنے دماغ میں قائم کیا جائے کہ اس مضمون کو کس طرح شروع کرنا ہے اور کس طرح چلانا اور کس طرح ختم کرنا ہے۔ آغاز اس طرح ہونا چاہئے کہ مضمون پڑھنے والا اس کی نوعیت اور اہمیت کو محسوس کر کے اس کے لئے ذہنی طور پر تیار اور چوکس ہو جائے اور اختتام اس رنگ میں سوچا جائے کہ گویا چند تیر ہیں جو آخری ضرب کے طور پر پڑھنے والے کے دل میں پیوست کرنے مقصود ہیں۔ اس کے بعد نوٹ سامنے رکھ کر دعا کرتے ہوئے مضمون شروع کیا جائے۔ اور ہر ضروری اقتباس کے اختتام پر بریکٹوں کے اندر معین حوالہ درج کیا جائے تا اگر مضمون پڑھنے والا اس بارے میں مزید تحقیق کرنا چاہے تو از خود تحقیق کر کے تسلی کر سکے۔ مضمون ختم کرنے کے بعد نظر ثانی بہت ضروری ہے اور نظر ثانی کے لئے بہترین طریق یہ ہے کہ اپنے مضمون کو علیحدگی میں اونچی آواز سے پڑھا جائے تا کہ آنکھوں کی فطری حس کے علاوہ کان بھی اپنی قدرتی موسیقی کو کام میں لا کر اصلاح میں مدد دے سکیں۔ میں نے بارہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس رنگ میں اپنی تحریرات کو پڑھتے دیکھا اور سنا ہے۔ اور آپ اپنے مضامین کی نظر ثانی بھی ضرور فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کے مسوّدات کی عبارت کئی جگہ سے کٹی ہوئی اور بدلی ہوئی نظر آتی تھی اور ایسا نہیں ہوتا تھا کہ بس جو لکھا گیا سو لکھا گیا۔ بلکہ آپ اس غرض سے اور نیز صحت کی غرض سے اپنی کتب کی کاپیاں اور پروف تک بھی خود ملاحظہ فرماتے تھے۔

مضمون شروع کرنے سے پہلے نیت درست کرنے اور خدمتِ دین کے جذبہ کو اپنے دل میں جگہ دینے اور دعا کرنے کا میں نے یہ عظیم الشان فائدہ دیکھا ہے کہ بسا اوقات اللہ تعالیٰ غیر معمولی رنگ میں نصرت فرماتا ہے۔ مثال کے طور پر کہتا ہوں کہ ایک دفعہ جب میں نے اپنے ایک مضمون کی پہلی سطر ہی لکھی تھی تو یکلخت مجھ پر کشفی حالت طاری ہو گئی اور میں نے دیکھا کہ صفحہ کے آخری حصہ میں جو اس وقت خالی تھا ایک خاص عبارت لکھی ہوئی درج ہے اور مجھے توجہ دلائی گئی کہ اپنے اس مضمون کو اس عبارت کے مضمون کی طرف کھینچ لاؤ۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا جس کی وجہ سے مضمون میں ایک نیا اور دلکش رنگ پیدا ہو گیا۔ بعض اوقات ایسا ہوا کہ میں نے مضمون کا ایک ڈھانچہ سوچ کر نوٹ کیا مگر بعض حصوں میں مضمون لکھتے لکھتے میرا قلم خود بخود ایک نئے رستہ پر پڑ گیا اور بالکل نئی باتیں ذہن میں آ گئیں۔ چنانچہ جو ڈھانچہ میں شروع میں سوچا کرتا ہوں عموماً اس کا نصف یا اس سے کچھ کم حصہ مضمون لکھتے ہوئے بہتر صورت میں بدل جایا کرتا ہے۔ یہ سب دعا اور حسن نیت اور اللہ کے فضل کا ثمرہ ہے ورنہ من آنم کہ من دانم۔ بایں ہمہ شروع کی تیاری بہت ضروری ہے کیونکہ یہ تیاری بھی نصرتِ الٰہی کی جاذب ہوا کرتی ہے۔

یہ سوال کہ علمی اور تحقیقی تصانیف کے لئے کن مضمونوں کو چنا جائے، ایک بہت اہم سوال ہے مگر باوجود اس کے وہ کچھ مشکل بھی نہیں۔ ہمارے سامنے ہمارے آسمانی آقا کی سنت موجود ہے جس کا ہر فعل حکمت پر مبنی ہوتا ہے اور وقت کی حقیقی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ دراصل اگر کوئی کام وقت کی ضرورت کے مطابق نہ ہو تو وہ ایک کھوکھلے فلسفہ اور دماغی کھلونے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا اور خدا کی ذات اس قسم کے لایعنی فلسفہ سے بالا ہے۔ اگر خدا چاہتا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتدائے آفرینش میں ہی پیدا کر سکتا تھا مگر اس نے ایسا نہیں کیا کیونکہ ابھی بنی نوع انسان اپنے دماغی قویٰ اور ماحول کے تمدن کے لحاظ سے کسی دائمی اور عالمگیر شریعت کے حامل بننے کے اہل نہیں تھے۔ پس اس نے فلسفہ کو چھوڑ کر حکمت کا رستہ اختیار کیا اور یہی رستہ ہمارے لئے بھی کھلا ہے۔

پس مضمون کے انتخاب کے متعلق میرا یہی مشورہ ہے کہ صرف ان مضمونوں کو چنا جائے جو حکیمانہ طریق پر وقت کی کسی اہم ضرورت کو پورا کرنے والے ہوں اور دنیا ان مضمونوں کے لئے پیاسی ہو۔ اور اس تعلق میں یہ خیال روک نہیں بننا چاہئے کہ کسی مضمون پر کچھ عرصہ پہلے لکھا جا چکا ہے۔ کیونکہ زمانہ کے حالات بدلتے رہتے ہیں اور نہ صرف نئے نئے مسائل بلکہ پرانے مسائل کے نئے نئے پہلو بھی پیدا ہوتے اور سامنے آتے رہتے ہیں۔ کئی مضامین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں لکھے گئے اور نہایت تسلی بخش صورت میں لکھے گئے اور انہوں نے دنیا کی پیاس بجھائی مگر آج ان مسائل کے نئے نئے پہلو پیدا ہو چکے ہیں اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔ ان پر سوچنا اور ان کے متعلق قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لٹریچر اور دیگر بنیادی لٹریچر سے اصولی روشنی حاصل کر کے زمانہ کے نئے مسائل کو حل کرنا یا پرانے مسائل کی نئی گتھیوں کو سلجھانا جماعت کے خادم دین علماء کا کام ہے۔ اقوامِ عالم کی روحیں دلوں کو منور کرنے والی نئی روشنی کے لئے تڑپ رہی ہیں۔ صدیوں کے تعصّب کی وجہ سے وہ اسلام کے نام سے تو ابھی تک بیشتر صورت میں متنفر ہیں مگر اسلام کی حقیقت کو اپنانے کے لئے بے چین بھی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ نبوت سے معمور کلام جو آج سے پچپن سال پہلے کہا گیا آفتاب عالمتاب کی طرح افق مشرق سے بلند ہو کر مغرب کے مرغزاروں میں بزبانِ حال گونج رہا ہے کہ

آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

(درثمین اردو)

یہی حال احمدیت کا ہے کہ جماعت احمدیہ کو برا بھلا کہتے ہوئے بلکہ ہر قسم کے فتوے لگاتے ہوئے بھی غیر احمدی دنیا جماعت احمدیہ کے خیالات اور نظریات کو مسلسل اپناتی چلی جاتی ہے۔ یہ سب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلم کا کرشمہ ہے جس کے پیچھے خدا کی عظیم الشان نصرت اور روح القدس کی زبردست تائید کام کر رہی ہے۔ پس اے عزیزو اور دوستو آگے آؤ اور اپنے قلموں کو اسلام کی تائید میں حرکت دو کہ اس سے بڑھ کر تمہارے لئے آج کوئی برکت نہیں۔ اس وقت بہت سے اچھوتے اور نیم اچھوتے مضمون تمہاری قلموں کی جنبش کا انتظار کر رہے ہیں اور ساغرِ حسن صرف ایک انگلی کے اشارے پر چھلکنے کے لئے تیار ہے اور تمہارے لئے صرف سنت کا اجر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:

بمفت ایں اجرِ نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضاءِ آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

اس وقت جو مضمون زیادہ توجہ طلب نظر آتے ہیں وہ میرے خیال میں یہ ہیں:

(1) بین الاقوامی تعلقات کے متعلق اسلامی تعلیم (2) بین الاقوامی مصالحت کی شرائط (3) ملکی اور قومی معاہدات (4) مذہبی رواداری (5) دوسری قوموں کے مذہبی پیشواؤں کے متعلق اسلامی احکام (6) یہ مضمون کہ اسلامی تعلیم کے مطابق ہر قوم میں رسول آئے ہیں (7) اسلام اور دیگر شرائع کی باہمی نسبت اور ان کا مقابلہ (8) یہودیت اور اسرائیلیت کے متعلق اسلامی پیشگوئیاں (9) مسیح ناصری کے حقیقی اور مزعومہ معجزات (10) وفات مسیح از روئے انجیل و تاریخ (11) اشتراکیت اور سرمایہ داری اور نظام اسلامی کا مقابلہ (12) وحی و الہام کی حقیقت اور اس کا اجراء (13) ختم نبوت کی حقیقت (14) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عدیم المثال مقام اور آپؐ کا افضل الرسل ہونا (15) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات (16) مسیح کے نزولِ ثانی کا وعدہ (17) مسیح موعود کے نزول کی حقیقت (18) حضرت مسیح موعودؑ کے لٹریچر کی اہمیت اور یہ کہ دوسرے مسلمانوں نے بلکہ دوسری قوموں نے اسے کس طرح غیر شعوری طور پر اپنایا ہے اور اپنا رہے ہیں (19) اسلام میں روحانیت (20) اسلام کی اخلاقی تعلیم (21) اسلام میں جہاد کی حقیقت (22) ضبطِ تولید کا مسئلہ (23) اسلامی پردہ کی حقیقت اور یہ کہ کس طرح پردہ کے باوجود عورتیں ترقی کر سکتی اور قومی زندگی میں حصہ لے سکتی ہیں (24) تعدد ازدواج اور یہ کہ یہ تعلیم خاص انفرادی اور قومی ضروریات کے لئے ہے اور اس کی خاص شرائط ہیں (25) خلافت کی حقیقت اور اس کی ضرورت اور اہمیت (26) اسلام کا اقتصادی نظام اور سود اور بیمہ وغیرہ کے مسائل (27) اسلام کا تعزیری نظام وغیرہ وغیرہ۔

ان میں سے اکثر عنوان بظاہر سادہ نظر آتے ہیں مگر تحقیق یعنی ریسرچ کرنے والوں کے لئے ان میں ایسی طویل اور پیچ دار وادیاں موجود ہیں کہ ان میں صحیح طور پر گھومنے والا دنیا کے لئے ایک بہت دلکش اور نیا عالم پیدا کر سکتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ:

بیا درِ ذیلِ مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

پس اے احمدی نوجوانو! آؤ اور اس چمنستان کی وادیوں میں گھوم کر دنیا کو نئے علوم سے شناسا کرو۔ آؤ اور اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کی تعمیر میں حصہ لے کر اقوامِ عالم کو علم و عرفان کے وہ خزانے عطا کرو کہ حجاز اور بغداد اور قرطبہ اور قدس اور مصر کی یادگاریں زندہ ہو جائیں۔ تا دنیا تم پر فخر کرے اور آسمان تم پر رحمت کی بارشیں برسائے اور آنے والی نسلیں تمہاری یاد سے امنگ اور ولولہ حاصل کریں۔ اے کاش کہ ایسا ہی ہو۔ واٰخِرُ دَعۡوٰنَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

(محررہ 18 دسمبر 1958ء)

(روزنامہ الفضل 26 دسمبر 1958ء)

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

سانحہ ارتحال

مکرم طاہر مہدی۔ مینجر الفضل انٹرنیشنل یہ افسوس ناک اطلاع بھجواتے ہیں:

میرے خالہ زاد بھائی مکرم چوہدری مختار احمد صاحب وڑائچ ابن مکرم حاجی محمد شفیع صاحب وڑائچ چک 9 شمالی ضلع سرگودھا 27/ نومبر 2022ء کو 86 سال کی عمر میں وفات پا گئے ہیں انا للہ و انا الیہ راجعون آپ 1936ء میں پیدا ہوئے اللہ کے فضل سے موصی تھے۔

آپ اپنے والدین کی تیسری اولاد تھے۔ آپ کے بڑے دو بھائی مکرم محمد عبد المجید صاحب اور مکرم محمود احمد صاحب تھے۔ آپ چھوٹے ہی تھے کہ والدہ کا انتقال ہوگیا۔ آپ کے والد صاحب نے دوسری شادی کی۔ آپ کے دو بھائی مکرم عبد الخالق صاحب اور مکرم عبد الماجد صاحب اور دو بہنیں مکرمہ نصرت صاحبہ اہلیہ مکرم مبشر احمد صاحب واہلہ جرمنی اور مکرمہ بشریٰ صاحبہ اہلیہ مکرم جاوید محمود صاحب جرمنی ہیں۔ اس طرح آپ پانچ بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ ساری عمر اپنے والدین کی ضروریات کا خیال رکھا اور ان کی خدمت کرتے رہے۔

سادہ زندگی بسر کی۔ ملن ساز اور حلیم طبیعت کے مالک تھے۔ نڈر اور بہادر انسان تھے۔ باوجود سخت مخالفت کے ساری زندگی گاؤں کی جامع مسجد میں نہایا کرتے تھے کسی کو مجال نہ تھی کہ منع کرتے۔ غریبوں کے مددگار تھے کوئی ضرورت مند غریب آ جاتا تو اس کی مدد کرتے۔ احمدیت کے شیدائی اور خلافت کے جان نثار تھے۔ درود شریف کثرت سے پڑھتے رہتے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ باقاعدگی سے کرتے۔ بیماری کے ایام میں بھی مطالعہ کرتے رہتے۔

آپ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام مکرم چوہدری غلام حیدر صاحبؓ دھاریوال نمبردار چک نمبر 43 جنوبی ضلع سرگودھا کے نواسے تھے۔ اسی طرح آپ کے دادا حضرت چوہدری حاکم علی صاحبؓ صحابی کے بھتیجے تھے۔

آپ کی شادی چک 71 جنوبی ضلع سرگودھا میں ہوئی۔ آپ کی واحد اولاد طاہرہ مختار صاحبہ زوجہ شوکت مجید صاحب جرمنی ہیں۔ نیز چار نواسے نواسیاں ہیں۔ جن میں سے تین شادی شدہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور اپنے قرب سے نوازے اور ان کی اولاد کو ان کی نیکیاں قائم رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

احمدیت پر قائم رہے۔ جب ان کو یہاں سے بھی ناکامی ہوئی تو یہ مولوی وہاں کے بادشاہ کے پاس گئے اور کہا کہ ان کو احمدیت سے روکیں۔ چنانچہ بادشاہ نے ہمارے صدر کو بلایا اور کہا کہ اگر آپ کو مسجد چاہئے تو غیر احمدی مولوی آپ لوگوں کے لئے بنا دیتے ہیں آپ لوگ احمدیت چھوڑ دیں۔ اس پر صدر صاحب نے اسے کہا کہ آپ احمدیت کے بارے میں کیا جانتے ہیں؟ بادشاہ نے کہا کہ مَیں تو کچھ نہیں جانتا لیکن مولوی کہتے ہیں کہ احمدی مسلمان نہیں۔ یہ بوکو حرام کے لوگ ہیں اور دہشتگرد لوگ ہیں۔ یہ ہم سب کو قتل کر دیں گے۔ اس پر صدر نے بادشاہ کو بتایا کہ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے اور مولوی تو ہمیں دھوکہ دیتے ہیں۔ پہلے تو بادشاہ نے بات نہیں مانی۔ کہنے لگا کہ تم احمدیت کو چھوڑ دو اور اگر نہیں چھوڑو گے تو مَیں تمہیں گاؤں سے نکال دوں گا۔ اس پر صدر صاحب نے کہا کہ ہم گاؤں چھوڑ دیں گے لیکن احمدیت نہیں چھوڑیں گے۔ (یہ ان غریب لوگوں کا اور دور دراز رہنے والے لوگوں کا ایمان ہے) اس پر بادشاہ کا دل بدل گیا اور اس نے کہا کہ تمہیں گاؤں چھوڑنے کی ضرورت نہیں جیسے دل چاہتا ہے کرو۔ چنانچہ پھر اللہ تعالیٰ نے اسی طرح ان کے وہاں قدم جما دیئے۔ نہ صرف ماننے والوں کے ایمان کو مضبوط کیا، ان کو محبت میں بڑھایا بلکہ مخالف کے دل کو بھی نرم کر کے، اس بادشاہ کے دل کو، چیف کے دل کو نرم کر کے اللہ تعالیٰ نے تائید و نصرت کے سامان پیدا فرمائے۔

(خطبہ جمعہ 7/ جولائی 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

ایک سبق آموز بات

لہجہ

الفاظ سے زیادہ لہجے کی اہمیت ہے جو دل جیت بھی لیتا ہے اور دل چیر بھی دیتا ہے۔

(مرسلہ: مصباح عمر تماپوری انڈیا)

طلوع وغروب آفتاب

13/ جنوری 2023ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:40	17:58
مدینہ منورہ	05:45	17:53
قادیان	06:03	17:45
ربوہ	05:43	17:25
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:33	16:21

فقہی کارنر

قرآن شریف پڑھ کر بخشنا ثابت نہیں

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

’’مُردوں کو ثواب پہنچانے کے واسطے صدقہ و خیرات دینا چاہئے اور اُن کے حق میں دعائے مغفرت کرنی چاہئے۔ قرآن شریف پڑھ کر مُردوں کو بخشنا ثابت نہیں۔‘‘

(ذکر حبیب از مفتی محمد صادقؓ صفحہ 199)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)